ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ

الحمد للہ والمنہ کہ

کتاب فیض انتساب در تردید مذہب عیسوی خصوصاً بجواب امہات المؤمنین المسمی

خداوند کی ماں

(از تالیف)

م - ع - ا - بی - اے

حسب فرمائش

شیخ عبد الرحمن صاحب اڈیٹر ضیاء الاسلام

سنہ ۱۹۰۶ء

رفیق عام پریس لاہور میں چھپی

تعداد جلد ۱۰۰۰ طبع اول قیمت ۳ر بلا محصول ڈاک

چند قابل قدر کتابیں

تفسیر کبیر جلد اول کا اردو ترجمہ

جو لوگ مذہب اسلام کے سچے اصولوں کو خلاف عقل خیال کرتے ہیں یا جن کو ان پاک اصولوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ امام فخر الدین رازی کی اس عظیم الشان تفسیر کا مطالعہ کریں۔ اس تفسیر میں قرآن کریم کی جملہ آیات کی تفسیر اصول فلسفہ اور سائنس سے کیگئی ہے جن آیات یا مسائل پر مخالفین اسلام نے اعتراض کئے ہیں یا جسقدر شکوک کسی آئت پر وارد ہو سکتے ہیں اُن کے جواب نہایت زبردست عقلی دلائل سے سوال و جواب کے طور پر دئے گئے ہیں بعض مشکل اور دقیق مضامین جیسے ثبوت واجب الوجود ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ۔ ثبوت ملائکہ و شیاطین سحر و معجزات کی تشریح بمعہ ثبوت ناسخ و منسوخ کی کیفیت حشر و نشر کا عقلی ثبوت۔ بہشت و دوزخ کا ثبوت اور ان کی ضرورت زمین و آسمان کے عجائبات کا انکشاف وغیرہ کو بالکل اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے بعض مفسروں کے جھوٹے قصے اور من گھڑت روائتوں کی پوری قلعی کھولی گئی ہے۔ بعض مسائل پر متقدمین کے بحث و مباحثے اور ان پر امام رازی کی جرح و تعدیل قابل دید ہے۔ غرض تمام جہاں کے مفسر قرآن رازی کی طرز تحریر زبردست فلسفی دلائل کا لوہا مان گئے ہیں۔ جو طرز امام رازی نے ایجاد کیا ہے اسکا نمونہ ملنا بالکل محال ہے اسلئے اس تفسیر کے ہوتے ہوئے کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں صفحات ۶۲۰ قیمت للعہ

بدور السافرہ کا اردو ترجمہ

یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے امام ممدوح نے قرآن کریم کی ان جملہ آیات کو جنمیں حشر نشر حساب کتاب۔ پلصراط۔ حوض کوثر شفاعت۔ میزان۔ نشر اعمال بہشت دوزخ کا بیان ہے اسمیں جمع کرکے حدیث نبوی کیساتھ انکی تفسیر کردی ہے اس کتاب کے ۱۰۵ ابواب ہیں ہر ایک باب کا افتتاح آئت قرآن کریم سے کیا گیا ہے احوال سبنجیدہ جلد کتاب ۲۵۶ صفحات تقطیع کلاں قیمت عمر

"اُمّ الاِلٰہ" مصنف اُمّہاتُ المؤمنین کی نذر ہے۔ اِس لئے کہ ہمیں یقین ہر کہ انزال روح القدس بصورت آتشیں زبان[1] دریدہ دہن مصنف مذکور میں ہوا۔ اور اُسنے اردو لٹریچر میں قابل نفرین اضافہ کیا۔ "اُمّ الاِلٰہ" سے اون کی اصلاح مقصود

[1] تحقیق:۔ بائیبل کی خاص اعجازی افتراعوں میں سے "زبان" کی دلچسپ تاریخ بہی قابل ذکر ہو چنانچہ پیدائش باب ۱۱ میں اس طرح مذکور ہے کہ ابتدا میں لوگ صرف ایک ہی زبان بولتے تھے لیکن طوفان نوح کے بعد سب لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ آؤ ایک پختہ مینار بنائیں۔ جو آسمان کا جگر پہاڑ تا ہوا بلند ہو۔ مدعا یہ تہا۔ کہ اگر دوبارہ طوفان آیا۔ تو اسپر چڑھ کر بچ جائیں گے چنانچہ اونہوں نے تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ مگر "یہوواہ" کو سخت فکر لاحق ہوا۔ کہ اب خیر نہیں اگر انسان اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا تو ایک نہ ایک دن آسمان پر چڑھائی کریں گے اور اللہ میاں سے اپنے باپ دادوں کا انتقام لینگے۔ اس لئے ان پر روح نازل ہوئی اور وہ سب دُنیا کی مختلف زبانیں بولنے لگے ایک تو سنسکرت کے شلوک پڑہتا تہا تو دوسرا یونانی زبان بولتا تہا۔ ایک لاطینی اور دوسرا عربی اور تیسرا فارسی اور علیٰ ہذا القیاس ایک عجب گڑبڑ مچگئی کوئی ایک دوسرے کا مطلب نہ سمجھ سکتا تہا اور شاید وہ خود بہی نہ سمجھ سکتے ہوں۔ وہ حیران تھے یہ ہو کیا رہا ہے اور ہر ایک شخص متحیر تہا۔ کہ وہ کیا بکواس کر رہا ہو۔ معمار نے

ہے۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں ملتے۔

(المؤلف)

آواز دی۔ "پتھر" تو ایک شخص چونہ اٹھا لایا۔ حیرت تو یہ ہی کہ اس شخص نے کسطرح سمجھ لیا۔ کہ معمار "چونہ" مانگتا ہے۔ "دنیا میں کونسی زبان ایسی ہے کہ پتھر کے معنی چونہ سمجھتے ہیں۔ یا پانی کو مٹی کہتے ہیں۔ غرض یہ کہ ایک نہائت ہی نامعقول قصہ ہے۔

یہ تو ہے پرانے عہدنامے کی دلچسپ حکایات نئے عہدنامہ میں کسی حضرت نے یہ واقعہ مختلف پیرائیہ میں اس طرح بیان کیا ہی کہ پنٹیکسٹ (Pentecost) کے دن گیارہ رسول یسوع کے پاس ایک جگہ جمع ہوئے اور مختلف ممالک کے یہودی اور یروشلم کے رہنے والے انکا وعظ سننے کے لئے آئے یکایک ان پر روح گیارہ آتشیں زبانوں کی صورت میں نازل ہو کر ہر ایک کے سر پر آبیٹھی اور وہ لگے مختلف بولیاں بولنے۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہی۔ وہ شاید بابل کا واقعہ بھول گئے ہونگے۔ مگر حیرت یہ ہی کہ گیارہ رسول حیران نہ ہوئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آخر بعض اشخاص نے یہ کہکر کہ "یہ نئی مے کے نشہ میں ہیں" انکا منہ بند کیا۔ مگر حضرت پطرس بولے کہ "ہم نشے میں نہیں کیونکہ ابھی پہر دن آیا ہی۔ یہ ایک نہائت دلچسپ قصہ ہے۔ اسپر ہم مفصل بحث شاگردان یسوع کے تذکرہ میں کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیکھو! ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی۔ اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیں گے

عہد جدید میں (جو مقدس متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا کی انجیلوں اور دیگر پرائیویٹ خطوط کا مجموعہ ہے) عہد عتیق (توریت) اور پرانے نوشتوں (صحف انبیا) کے فقرات نقل کر کے یسوع ناصری کی نسبت پیش گوئیاں ظاہر کی گئی ہیں۔ چنانچہ اکثر مقامات پر واقعات کے ساتھ لکھا ہے کہ "یہ اسلئے ہوا کہ جو کچھ نبیوں نے کہا تھا۔ یا جو کچھ پرانے نوشتوں میں لکھا تھا۔ پورا ہو"

پرانے نوشتوں اور پیشگوئیوں کا تذکرہ صرف اسی لئے کیا گیا ہے کہ ثابت ہو جاوے کہ یسوع ایک ایسا شخص تھا جسکی سوانح عمری اوسکی ولادت سے صدہا سال پیشتر لکھی جا چکی تھی۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہودی ایک عرصہ سے ایک ایسے شخص کے منتظر تھے جسکی نسبت اونکی مذہبی کتابوں اور دیگر روائتوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ مثیل موسیٰ ہوگا۔ سردار قوم (سید القوم) ہوگا اور اُن تمام برکتوں کا وارث ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی اولاد پر کیں۔ اور وہ تمام عہد جو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ سے باندھے اون کے پورا ہونیکا وقت اُس کے ظہور و بعثت پر منحصر تھا۔ اور اسوقت کے بنی اسرائیل نہائت اشتیاق اور بے صبری کے ساتھ منتظر تھے۔

ہر ایک نبی سے جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں مبعوث ہوا۔ پہلا سوال یہی تھا۔ کہ تو کون ہے؟ اور کیا تو وہی ہے جسکی آمد کا وعدہ عہد عتیق میں کیا گیا ہے چنانچہ یوحنا[1]

---

[1] ملاکی نبی (باب ۳۔ آئت ۱) دیکھو باب ۴ آئت ۵ اور یسعیاہ باب ۱۱۔ آئت ۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موعود کے پہلے ایک ایسے نبی کا ظہور ضروری تھا۔ جو مثیل الیاس ہو۔ اور عیسائی یوحنا کو مثیل الیاس کہتے

(یحییٰ) بپتسمہ دینے والے سے بھی یہی سوال کیا گیا اور جس طرح ہر ایک نبی نے نفی میں جواب دیا۔ یحییٰ نے بھی یہی کہا کہ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" یہ مسلمہ اور یقینی امر ہے کہ مثیل موسیٰ کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل آج بھی ویسے ہی منتظر ہیں جیسے وہ اُس زمانہ میں یا اُس سے پیشتر تھے مگر عیسائی دنیا میں اس معہود کو یسوع ناصری کا وجود ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آیا۔ دُنیا میں رہا۔ اور گذر گیا۔ اگرچہ دنیا میں نظر آیا۔ مگر بنی اسرائیل اُسے پہچان نہ سکے اور اس لئے اُس پر ایمان نہ لائے۔ مگر اُس نے آنا تھا۔ اور آیا اور کچھ عرصہ زندہ رہکر مر گیا یا مارا گیا۔

کیا اب بنی اسرائیل کا انتظار بیفائدہ ہے ؟ نہیں! معہود دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور اسوقت بنی اسرائیل کی آنکھیں کھلی ہونگی وہ اُسے پہچان کر ایمان لائینگے۔ کیا یہ سچ ہے اسوقت کیا صحیح آثار اور علامات شناخت کا باعث ہونگی؟

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عہد عتیق کی پیش گوئیاں یا پرانے نوشتے جہاں تک اوسکا تعلق موعود کے ساتھ ہے۔ ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ عیسائی بھی اوس کے اسیطرح منتظر ہیں جسطرح بنی اسرائیل۔

موجودہ زمانہ میں تو عیسائیوں اور بنی اسرائیل کی حالت یکساں ہے لیکن کیا آج سے ۱۹ سو برس پیشتر بھی یہی کیفیت تھی؟ بنی اسرائیل تو بلا شبہ اسوقت بھی اسیطرح منتظر تھے لیکن یسوع کے شاگردوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اونہیں یقین تھا۔ کہ عہد عتیق کی پیش گوئیاں یسوع کے حق میں کی گئی تھیں۔

حاشیہ: ہیں جو صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ یوحنا نے جب اون سے دریافت کیا گیا کہ تو الیاس ہے تو صاف انکار کیا دیکھو یوحنا باب ۱ آئت ۲۲۔ البتہ حضرت عیسےٰ مثیل الیاس ہو سکتے ہیں کیونکہ دونوں کے اختتامِ زندگی بہت مشابہ ہیں۔ یہانتک کہ کہا گیا ہے کہ دونوں آسمان پر چلے گئے۔

یہ تو ممکن ہے کہ یسوع کی نسبت بحیثیت ایک بزرگ نبی۔ اولوالعزم پیغمبر کچھہ نہ کچھہ عہد عتیق میں مذکور ہو۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ آیا یسوع وہی معہود تہا جسکے بنی اسرائیل منتظر تھے اور ہیں؟ اسکا جواب ہم مقدس متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا اور دیگر عیسائی رسولوں سے طلب کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا مقدس بزرگوں نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسے مفصل واقعات قلمبند نہیں کئے جنکا علم آئندہ نسلوں کے واسطے ضروری تہا۔ یہ چار کتابیں چند اوراق کے رسالے ہیں جنمیں ایک ہی واقعہ مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایسے واقعہ کی صحت پر شبہ نہ کریں جسکی تائید یہ بزرگ کرتے ہیں؛ مگر بصورت اختلاف انصاف اس امر کا بھی تقاضا کرتا ہو کہ ایسا واقعہ سفید جھوٹ۔ زمانہ مابعد کی ایزاد تحریف وغیرہ خیال کریں*

یہ چار کتابیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کے مصنف مذکورہ بالا مقدس بزرگ تھے اور جنکی تصنیف یا تالیف روح القدس کی تائید سے ہوئی ہے ایسی ضخیم جلدیں نہیں کہ مصنف لکھتے وقت واقعات کو بھول جائے بلکہ ایسی مختصر تحریر ہے کہ دروغ گو کا حافظہ بھی غلطی نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں اگر اختلاف ہو۔ تو یقیناً ان کی شہادت غیر معتبر ہے۔

ان نوشتوں کو بجائے کتاب کے خط[له] کہنا زیادہ موزوں ہے مقدس یوحنا تو صاف صاف الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ بیشمار ایسی باتیں ہیں۔ جو یسوع نے کیں اور لکھی نہیں گئیں اور اگر قلمبند

له مقدس لوقا کی انجیل تو بلاشک و شبہ ایک خط ہی جو بخدمت عالی مرتبت جناب "تھیوفلس" لکھا گیا ہے ڈاکٹر وہیڈن صاحب مفسر انجیل اس شخص کی نسبت لکھتے ہیں کہ غالباً حضرت لوقا کا مرید تہا اور جن الفاظ میں مقدس لوقا اسے مخاطب کرتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بڑا صاحب اثر اور امیر آدمی تہا۔ رسولوں کے اعمال بہی مقدس لوقا کی تصنیف ہیں اور یہ بہی ایک خط اسی تھیوفلیس

کی جائیں تو اسقدر ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں کہ دنیا کی لائبریری میں سمانہ سکتیں (یوحنا ۲۱-۲۵)

اختصار پسند سوانح نگاروں نے کسی جگہ صراحتاً یا اشارتاً ذکر نہیں کیا کہ یسوع وہی موعود تہا جسکے منتظر بنی اسرائیل تہے اور کسی جگہ اس دعوی کو اُن دلائل سے ثابت نہیں کیا جسے بنی اسرائیل تسلیم کرتے اور کسی مقام پر یسوع کے وجود میں اُن صفات کا تذکرہ نہیں کیا۔ جو معہود کی شناخت کا آسان ذریعہ تہا۔ اور جس سے بنی اسرائیل بخوبی واقف تھے۔ اور کسی طرح توریت کتاب استثنا باب ۱۸۔ آئت ۱۵ لغائت ۱۸ کی اس پیشگوئی کو کہ:-

"اُون کے بہائیوں میں سے تجھہ سا نبی پیدا کرونگا اور اپنا کلام اوسکو منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھہ میں اُس سے کہونگا۔ وہ ان سے کہدیگا۔ (کیا یہ صحیح یا غلط ہے) اوسکی مانیو" (اعمال باب ۷۔ آئت ۳۷)

یسوع پر عائد نہیں کیا اور نہ اوسکی واقعات زندگی ثابت کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی اُس کے حق میں کہی گئی ہے۔ مگر ہم اسجگہ اُن پیشگوئیوں پر بحث نہیں کرتے جنکا ذکر مقدس سوانح نگاروں نے پہلی چار کتابوں میں نہیں کیا۔ بلکہ صرف انہی پرانے نوشتوں پر غور کریں گے جنکا حوالہ مقدس متی اور دیگر سوانح نگار اپنے انجیلوں یا پرائیویٹ خطوط میں دیتے ہیں۔

مقدس متی (باب ۱۔ ۱۸۔ لغائت ۲۲) تحریر فرماتے ہیں:-

"جب مسیح کی ماں مریم کی منگنی یوسف کیساتہہ ہوئی تو اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوں روح القدس

کے نام ہی اسمیں مقدس لوقا چند ایسے مقامات کا تذکرہ کرتا ہی جو نواح روم دار السلطنت اٹلی میں واقع تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تھیوفیلس اُنسے اچھی طرح واقف تہا اور اسلئے خاص روم کا باشندہ تہا (لوقا ۱۔ آئت ۱-۴ اعمال ۱۔ اور ۲۸-۱۵)

کیا یہ تحریریں پرائیویٹ خطوط نہیں؟ اور کیا ایسی حالتمیں اونکی حیثیت الہامی کتاب ہوسکتی ہے۔

لہ کیا یہ شاعرانہ مبالغہ ہے یا امر واقعہ کا اظہار؟

؎ مذکورہ بالا پیشگوئی میں بعض جگہ "تیرے درمیان" کا فقرہ بھی لکھا ہے۔ جو صریح تحریف ہے کیونکہ:- (در صفحہ)

حاملہ پائی گئی تب اوس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاہا کہ اوسکی تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے ۔ وہ ان باتوں کی سوچ میں تھا ۔ کہ خداوند کی فرشتہ

(۱) توریت استثنا باب ۱۸ ۔ آئت ۱۵ میں یہ فقرہ نہیں ہے اور یہ خداتعالی کا کلام ہے

(۲) اعمال باب ۳ ۔ آئت ۲۲ میں یہ فقرہ نہیں ہے اور یہ پطرس حواری کا کلام ہے ۔

(۳) اعمال باب ۷ ۔ آئت ۳۷ میں یہ فقرہ نہیں ہو اور یہ استفنس کا کلام ہے ۔

(۴) معتبر ترجمہ توریت بزبان یونانی مسمی بہ سپٹواجنٹ (Sefotuagui Version) میں یہ فقرہ نہیں اور یہ ترجمہ یسوع کی ولادت سے تین سو سال پیشتر کا ہے ۔

(ب) پیشگوئی مذکور میں بھائیوں سے مراد بنی اسمٰعیل ہیں کیونکہ :-

(۱) یہ بات ثابت ہو کہ بنی اسرائیل کے درمیان سے یہ نبی موعود پیدا نہ ہوگا ۔

(۲) بنی اسرائیل کو بحیثیت ایک قوم کو مخاطب کیا گیا ہو اسی قوم کے بھائی جنپر برکت کا وعدہ تھا وہ بنی اسمٰعیل ہی تھی (دیکھو پیدائش باب ۱۷ ۔ آئت ۱۲ + استثنا باب ۱۵ ۔ آئت ۷ ۔ استثنا باب ۱ آئت ۱۵)

(۳) بنی قطورہ اور بنی ادوم سے کوئی وعدہ برکت کا نہیں کیا گیا وہ مغضوب قومیں تھیں ۔ اس لئے یہ پیشگوئی صرف بنی اسمٰعیل کے حق میں ہے (کتاب مسیح نبی باب اول ۔

پیدائش باب ۲۵ آئت ۱ + پیدائش باب ۲۱ آئت ۱۰ + پیدائش باب ۱۷ آئت ۲۰
" " ۲۱ " ۲۰ + استثنا " ۲۱ و ۳۲ + متی " ۲۱ " ۴۳
" " ۱۲ " ۱۳ + پیدائش " ۱۸ و ۱۸ +
" " ۲۳ " ۱۸

(۴) بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل نہیں ہو سکتے کیونکہ خداتعالی کے کلام میں توریت میں کسی جگہ بنی اسرائیل کو اسطرح مخاطب نہیں کیا گیا ۔ ہاں بنی اسرائیل لیکدوسرے کو بھائی کہتے تھے اور جس جگہ اسطرح بنی اسرائیل

نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا "اے یوسف داؤد کے بیٹے! اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے سو روح قدس سے کہا ہے اور وہ بیٹا جنیگی تو اوس کا

بھائی کہا گیا ہے وہاں بنی اسرائیل کا لفظ بھی ساتھ ہی لکھ دیا ہے (استثنا باب ۳- آئت ۱۸، ۱ سلاطین باب ۱۲- آئت ۲۴)

(ج) پیشگوئی مذکور میں لفظ نبی کا اطلاق یسوع پر نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی ہمیشہ بشر ہوتے ہیں اور عیسائی یسوع کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں موسی نبی بشر تھا اور یسوع کو ایسا نہیں کہتے موسی کو والدین تھے اور یسوع کو کنواری کا بیٹا کہتے ہیں کسی نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں کہا گیا اور ہر ایک نبی بشر کے علاوہ کچھ اور نہیں سمجھا گیا۔ حالانکہ یسوع کی نسبت یہ خیال نہیں ہے۔

(د) اس پیشگوئی کا اطلاق یسوع پر نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت محمد پر ہوتا ہے بوجوہات ذیل۔

(۱) حضرت موسیٰ نبی تھے اور بشر تھے۔

(۱) حضرت محمد نبی تھے اور بشر تھے (میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں صرف فرق یہ ہے کہ مجھپر اللہ تعالی کی وحی نازل ہوئی ہے (قرآن)

(۱) یسوع کو بشر نہیں کہتے جو اور انسانوں کی مانند ہو۔ اور نہ وہ بشر ہی تھا۔

(۲) حضرت موسی صاحبِ شریعت تھے۔

(۱) حضرت محمدؐ صاحب شریعت تھے۔ جو ایک مکمل شریعت لیکر آئے (" آج کے دن مینے تمہارا دین اکمل کر دیا") (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ قرآن)

(۱) یسوع صاحبِ شریعت نہ تھے بلکہ اونکی تعلیم مکمل نہیں (یوحنا ۱۶- آئت ۲۵) سوائے چند پہیلیوں کے اور کچھ نئے عہد نامہ میں نہیں۔

(۳) حضرت موسیٰ نے بمعہ اپنی معتقدین کے مصر سے بوجہ ظلم فرعونیاں ہجرت کی۔

(۱) حضرت محمدؐ نے بمع اپنی معتقدین کے مکہ سے بوجہ ظلم کفار ہجرت کی۔

نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو گناہوں سے بچاویگا۔

"یہ سب کچھ اس لئے ہُوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تہا۔ پورا ہوا" کہ دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانویل رکھینگے، جسکا ترجمہ یہ ہے 'خدا ہمارے ساتھ'۔"

مقدس مرقس اور لوقا اور یوحنا نے اس واقعہ اور اور جو کچھ نبی کی معرفت کیا گیا تہا

(iii) یسوع کو یہ واقعات مماثلت پیش نہیں آئے

(۴) حضرت موسیٰ کا تعاقب ہُوا۔

(i) حضرت محمد کا تعاقب ہُوا۔

(iii) یسوع کی سوانح عمری میں ایسے واقعات نہیں ہوئے۔

(۵) حضرت موسیٰ کے دشمن ہلاک ہوئے اور خصوصاً فرعون

(i) حضرت محمد کے دشمن ہلاک ہوئے اور خصوصاً ابوجہل

(ii) یسوع خود ہلاک ہُوا۔ اور لعنتی کی موت مرا۔

(۶) حضرت موسیٰ کو کفار پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔

(i) حضرت محمدؐ کو کفار پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔

(ii) یسوع خود محکوم رومی رعیت تہا۔ وہ نہایت مفلوک الحال تہا۔ شاگردوں کو دہوکے میں رکہا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بنونگا اور داؤد کا تخت مجھے ملیگا۔ بجائے تخت کے تختہ ملا اور شاگرد بدظن ہوکر اوسکا انکار کرنے لگے اور اسپر لعنت کی۔

(۷) حضرت موسیٰؑ کے جانشین بادشاہ ہوئے (۷) حضرت محمد کے جانشین بادشاہ ہوئے۔

(ii) یسوع کے جانشین ماہی گیر تہے اور نہایت ذلیل وخوار اور جاہل ناخواندہ

(۸) حضرت موسیٰؑ نے روحانی اور جسمانی بادشاہت قائم کی۔ چنانچہ داؤدؑ سلیمانؑ اور الیسی الیسع اولوالعزم

۷ بمقابلہ یسوع

نہیں لکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونکی خاموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

یہ عبارت کہ "دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھینگی"
الیشعیاہ نبی کی کتاب باب ۷ آیت ۱۴ اسے لی گئی ہے۔
اس پیشگوئی میں جس لفظ کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے وہ عبرانی زبان میں "علمہ" ہے
اور اسپر کل علماء یہود اور اکثر علماء مسیحی کا اتفاق ہے کہ "علمہ" کے معنی "جوان عورت" کے ہیں ڈاکٹر

بادشاہ اور برگزیدہ بندے پیدا ہوئے اور عظیم الشان سلطنت قائم کی۔

(۱) حضرت محمد نے روحانی اور جسمانی بادشاہت قائم کی اور آجتک ہے چنانچہ خلفاء راشدین
اور ان کے جانشین بزرگ اور مقدس بادشاہ گذرے ہیں اور عظیم الشان سلطنت قائم کی۔

(۱۱) یسوع کی نسبت یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے"
بادشاہت دنیوی تو کبھی نصیب ہوئی۔ روحانیت کا یہ حال ہے کہ اوسکی اپنی شاگرد اُس سے
متنفر ہو گئے۔ بھاگ گئے۔ انکار کیا۔ لعنت بھیجی۔

(۹) حضرت موسیٰ نے توحید کی تعلیم دی۔

(۱) حضرت محمد نے توحید کی تعلیم دی۔

(۱۱) یسوع نے تثلیث اور شرک کا فتنہ برپا کیا۔

۷

(۹) حضرت موسیٰ نے پیشگوئی کی کہ خدا سے الہام پاکر میری مانند ایک نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں
بنی اسماعیل سے پیدا ہوگا۔ اور خدا اسکو منہ میں اپنا کلام ڈالیگا اوسکی سنیو (توریت استثنا)

(۱) حضرت محمد نے دعویٰ کیا خدا سے الہام پاکر کہ میں موسیٰ کی مانند نبی ہوں اور جو کچھ خدا کا
کلام مجھپر نازل ہوتا ہے۔ میں لوگوں کو سنا دیتا ہوں (انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما
ارسلنا الی فرعون رسولا۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ)

(۱۱) یسوع نے کبھی اپنی نسبت ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ مریدان می پرانند کا معاملہ ضرور ہے۔

کیمن ڈرایور (Canon Driver) تحریر فرماتے ہیں کہ :-

لفظ علمہ" ایسا نہیں ہے جو عبرانی میں بالعموم کنواری کے معنوں میں آتا ہو۔ اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صرف دوشیزہ پر اسکا اطلاق ہوتا ہے"

بشپ انڈریوز (Andrews) اگرچہ اسکے معنی کنواری ہی کرتے ہیں مگر تسلیم کرتے ہیں کہ علماء یہود کا اُن سے اتفاق نہیں۔ ترجمہ اکویلا میں بھی جو ۱۲۹ء میں ہوا اور ترجمہ" تھیوڈوشن" میں بھی جو ۱۸۵ء میں ہوا۔ اور ترجمہ "سمیکس" جو ۲۰۰ء میں ہوا۔ اور بائبل میں بھی ایک جگہ (امثال ۳۰۔۱۹) علمہ کا ترجمہ جوان عورت ہی کہا گیا ہے اور جب اشعیاہ نبی کی کتاب باب آٹھ کو پڑھا جاوے۔ جہاں سے یہ عبارت سرقہ کی گئی ہے اور ان واقعات پر غور کیا جاوے۔ جن کے متعلق یہ پیش گوئی ہے تو علمہ کا ترجمہ صرف جوان عورت ہی درست ہوگا۔ کنواری بے معنی ہے۔

کسی جوان عورت کا حاملہ ہونا۔ اور اُس سے بچہ پیدا ہونا ایسی عام باتیں ہیں کہ ہمیں سُنکر کبھی تعجب نہیں ہوتا۔ اور صرف ایک بیوقوف آدمی ہی اسے معجزہ خیال کریگا۔

اشعیاہ نبی کی کتاب کے ساتویں باب میں مندرج ہے کہ جب احاز یہود کی بادشاہ پر رضین بادشاہ ارم اور فقح بادشاہ اسرائیل نے بالاتفاق چڑھائی کا ارادہ کیا۔ تو احاز بادشاہ یہودا بہت گھبرایا۔ اُس زمانہ میں اشعیاہ پیغمبر تھے اُن سے التجا کی۔ انہوں نے تسلی دی اور فرمایا کہ توخوف نہ کر تیرے دشمن تجھپر غالب نہ ہونگے۔ اور اس خوف کی رفع ہونیکی مدت اور اپنے قول کی صداقت کا یہ نشان بتایا۔ کہ ایک کنواری (جوان عورت) حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھا جائیگا۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوگا۔ تو جو خوف تجھکو دشمنوں سے ہے جاتا رہیگا اور تیرے لئے بہت اچھے دن آئینگے۔

پھر اسی کتاب کے آٹھویں باب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی کے حکم سے اشعیاہ نبی نے

دو شاہدوں کے روبرو جنکو نام اوریاہ اور ذکریاہ تھے ایک شہادت نامہ لکھا اور اوسپر معہود وہ بچہ کا نام ماہیر شالال حاش بز لکھا اور پہر اپنی جورو کے پاس (جو ایک جوان عورت تہی) گیا۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔ لڑکا جنا اور اوسکا نام ماہیر شالال حاش بز رکھا۔

بشپ لوتھر صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ پیشگوئی مذکور کا لفظی اور صریح مطلب یہی کچھہ ہے صاف ظاہر ہے کہ اشعیاہ نبی کی پیشگوئی صرف اونکی اپنی زمانہ کے متعلق تھی اور واقعات متذکرہ بالا یہی تقاضا کرتے ہیں اگر ولادت یسوع کی نسبت جو اشعیاہ نبی سے سات سو سال بعد ہوئی سمجہا جائے تو بالکل بے معنی ہوگا۔

اس پیشگوئی میں کچہہ ایسا اعجاز نہیں پایا جاتا۔ اس میں صرف ایک مدت معین کردی گئی ہے کہ اس عرصہ کے بعد دشمنوں کا خوف جاتا رہیگا۔ اور یہ اتنا عرصہ تہا جتنے عرصہ میں ایک عورت حاملہ ہو۔ بچہ جنے اور وہ ذرا ہوشیار ہو۔ شہادت نامہ بہی اسی لئے لکھا گیا تہا۔ کہ نوپیدا لڑکے کی تاریخ ولادت سے اوسکے ہوشیار ہونیکے زمانہ تک احاز کے مخالفوں کے برباد ہونیکی پیشگوئی کی تصدیق ہوجائے۔

اِس پیشگوئی کا اطلاق ولادت یسوع پر کسیطرح نہیں ہوسکتا۔ بالفرض اگر تسلیم کیا جائے کہ "علمہ" کے معنی کنواری کے ہیں پہر بہی کوئی اعجاز نہیں۔ اُس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جبتک ایک کنواری کسی مرد سے ہمبستر نہ ہو اور حمل کے بعد بچہ جنے اور وہ ذرا ہوشیار ہو۔ تب تک احاز کے دشمن برباد ہوجائینگے

اسصورت میں بہی اسکا اطلاق ولادت یسوع پر نہیں ہوسکتا اور اشعیاہ نبی کی کتاب

؎ کوئی عیسائی یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ لڑکی کا نام عمانوئیل کیوں نہ رکھا۔ اول تو عمانوئیل صفاتی نام ہے دوسرے یہ اعتراض خود انپر ہوتا ہے کہ یسوع کا نام عمانوئیل کیوں نہ رکھا

سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ جس عورت کے ساتھ وہ ہمبستر ہوئی وہ کنواری تھی یا بیاہتا۔ وہاں صرف یہ لکھا ہے۔ کہ وہ بنیہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی۔ اس لئے وہ اوسکی جورو ہوئی ممکن ہے۔ کہ انہوں نے کسی کنواری سے شادی کی اور وہ حاملہ ہوئی۔

بالفرض اگر یہ بھی مان لیا جاوے۔ کہ اشعیاہ نبی نے یہ پیشگوئی کسی کنواری کے حق میں کی کہ حاملہ ہوگی اور بچہ جنیگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھینگے۔ تو یہ کسطرح ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوگی اور جب ہم سمجھ لینگے کہ ایک باکرہ کا پہلی دفعہ بچہ جننا اور ایک ایسی عورت کا جس کے پہلے کئی بچے موجود ہوں حاملہ ہونا کیا فرق رکھتا ہے تو آسانی سے اس پیشگوئی کے معنی سمجھ لینگے ✦

اور بالفرض محال یہ بھی مان لیا جاوے کہ ایک کنواری بغیر ہمبستر ہوئے کسی مرد سے حاملہ ہوگی اور بچہ جنیگی تو یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع ایسی ہی کنواری سے پیدا ہوئے پیشگوئی تو واقعات کو ثابت نہیں کرتی۔ بلکہ واقعات پیشگوئی کو ثابت کرتے ہیں اور واقعات کا ثبوت معتبر شہادت پر منحصر ہے لیکن حضرات عیسائیوں کا عجیب منطق ہے کہ پیشگوئی سے واقعات اور واقعات سے پیشگوئی ثابت کرتے ہیں۔

اب ہم واقعات پر بحث کرتے ہیں اور اس معتبر شہادت پر غور کرتے ہیں۔ جو مقدس شاگردان یسوع پیش کرسکتے ہیں۔

مقدس مرقس اور یوحنا نے تو اسی مضمون پر بالکل سکوت اختیار کیا ہے البتہ مقدس متی اور لوقا کچھ لکھتے ہیں۔ مگر ان کی بھی چشمدید شہادت نہیں یہ حضرات سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں اور نہایت سادہ دلی سے صاف صاف الفاظ میں اسکا اعتراف بھی کرتے ہیں نوعیت واقعات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ولادت یسوع کو اعجازی پیرایہ میں شائع کرنیوالوں نے اگر اسے خود اختراع نہیں کیا تو ضرور یوسف یا مریم یا یسوع سے سنا ہوگا۔

یوسف نجار اور مریم کا تو کہیں تذکرہ نہیں کہ حواریوں کو یہ دلچسپ حکایت سنایا کرتے تھے۔ اور نہ یہ اُن روائتوں کے راوی ہیں۔ یسوع کی نسبت کہیں مذکور نہیں کہ اسکے متعلق کبھی ایک لفظ بھی منہہ سے نکالا ہو۔ یہ ممکن ہے کہ یسوع نے چپکے چپکے حواریوں کے کان میں کہہ دیا ہو

شرم سے نام نہیں لیتے کہ سن لے نہ کوئی
چپکے چپکے تمھیں یہ بات سنا دیتے ہیں

اور اسی لئے مقدس شاگردان متی اور لوقا نے اس واقعہ کو لکھکر تشہیر کیا۔ اگرچہ اوستاد کے منشاء کے برخلاف تہا۔ مگر سوال یہ ہے کہ مرقس اور یوحنا کیوں خاموش ہیں۔ ان حضرات کا ایسے اہم واقعہ کی نسبت جو عیسائیت کی جان ہے ایک لفظ بہی نہ لکھنا بےمعنی نہیں ہو سکتا۔ اور ابن اللہ کی شان سے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے کہ اپنے باپ کا نام ظاہر کرنے سے شرمائیں۔ اور صرف ایک دو آدمیوں کو وہ بہی چپکے چپکے کان میں خلوت میں اس راز سے آگاہ کریں۔

یوسف نجار کی نسبت بہی صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ تب اوسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اوسکی تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ ان باتوں کی سوچ میں تہا۔ کہ خداوند کے فرشتہ[۱] نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کے کہا۔ اے یوسف

[۱] ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ روح القدس کو یوسف کی خاطر اسقدر کیوں منظور تھی کہ خدا کا فرشتہ خواب میں آکر اُسے تسلی دیتا ہے۔ اور بدظنی رفع کرتا ہے۔ بدظنی تو تمام دنیا کی دور کرنی چاہئے تہی۔ جو باوجود یوسف کے تعلق کے کسیطرح یقین نہ کر سکتی تہی کہ کنواری روح القدس سے حاملہ ہوئی یوسف اگر مریم کو چھوڑ دیتا تو وہی صورت قائم رہتی جو اپنے گھر مریم کو لانیسے ہوئی ثابت تو یہ کرنا ہے کہ کنواری حاملہ ہوئی یوسف کا خواب تو اسے ثابت نہیں کر سکتا۔ اور اگر یوسف مریم کو چھوڑ دیتا۔ تو کوئی اور مریم کا خواستگار ہوتا اور کیوں نہ ہوتا جب اس امر کا ثبوت مل جاتا کہ وہ روح القدس

داؤد کے بیٹے! اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اوسکے پیٹ میں ہے وہ روح قدس سے ہے"۔ اسکے بعد مقدس متی تحریر فرماتی ہیں کہ "تب یوسف نے سونے سے اوٹھکر جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے فرمایا تھا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا پر اوسکو نہ جانا جبتک وہ اپنا پلوٹھا بیٹا نہ جنی

مقدس مرقس۔ لوقا اور یوحنا نے اس واقعہ کو نہیں لکھا اور نہ کسی جگہ اشارتاً ذکر کیا ہی کہ یوسف گھبرایا اور اپنی جورو سے قطع تعلق کرنا چاہا انکی خاموشی یہی کہہ رہی ہے کہ یہ واقعہ سفید جھوٹ ہی انہوں نے اس کبھی نہیں سنا ورنہ وہ کبھی چپ رہتے اور ضرور لکھتے کہ خداوند کے فرشتہ نے اس راستباز آدمی کے شکوک رفع کئے۔

مقدس متی بھی ایسے الفاظ استعمال کرتی ہیں۔ جو کسی طرح ولادت یسوع کو اعجازی ثابت نہیں کرسکتے وہ یوسف کو مریم کا شوہر اور مریم کو یوسف کی جورو لکھتے ہیں اور یہ بھی تحریر فرماتی ہیں کہ جب یوسف خواب سے بیدار ہوا۔ تو اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لے آیا۔ کیا اسوقت مرد اور عورت باہم رہتے تھے جبکہ اُن کی صرف منگنی ہوئی ہو۔ اور اس اختلاط کو کیا کہتے ہیں؟

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یوسف اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے کیوں ڈر گیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہمبستر ہونے سے پیشتر اس نے مریم کو حاملہ پایا۔ تو قدرتاً اوس کے دل میں یہی خیال پیدا ہونا چاہئے تھا۔ کہ اُسے چھوڑ دے۔ لیکن وہ خوفزدہ کیوں ہوگیا؟ اپنی جورو کو اپنی گھر میں لانے سے وہ کیوں ڈرتا تھا؟ شاید یہ بھی راستبازی کا نتیجہ ہو۔

اب رہا خدا کا فرشتہ۔ معلوم نہیں کہ یہ حضرت کس شکل وصورت میں نمودار ہوئے جاندار انسانی یا حیوانی میں۔ غالباً بصورت انسان ہی نظر آئے ہونگے۔ بصورت دیگر تو راستباز یوسف کے مارے ڈر کے رہے سہے حواس باختہ ہوجاتے۔ اگر روز روشن میں چشم بینا کے سامنے خدا کا فرشتہ

جنتی ماتا ہے حاملہ ہی لیکن صرف ایک شخص کا خواب اعجازی پیدائش ثابت نہیں کرسکتا اور نہ دنیا تسلیم کریگی۔

ظاہر ہوتا تو یہ کچھ بات تھی رات کے وقت اور وہ بھی خواب میں صرف یوسف سا راستباز آدمی ہی اسپر اعتبار کر سکتا ہی اگرچہ موجودہ زمانہ میں کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی راستباز ہو نکو وبالا صفات اور واقعات میں کبھی اعتبار نہ کریگا خواہ خود خدا خواب میں آئے ایک انسانی شکل کا خواب میں آنا معمولی بات ہی اور ہر ایک عقلمند خواب سے بیدار ہوکر یہی کہتا ہی کہ یہ خواب تہا جسکی کچھ حقیقت نہیں"۔ اگر یوسف کو یقین ہوتا کہ مریم اوسکی جائز منکوحہ ہے اور جو کچھ اوسکے پیٹ میں ہے وہ اسکا اپنا نطفہ تحقیق ہے اور اوسکی جورو بدکار نہیں۔ تو ایک فرشتہ کیا آسمان وزمین اور جنت و دوزخ کے تمام فرشتے بھی ملکر اوس کے خواب میں آتے۔ تو وہ ہرگز یقین نہ کرتا کہ اوسکی جورو روح القدس سے حاملہ ہو صاحب ہوش وحواس کا تو کیا ذکر ہے ایک احمق بھی (بشرطیکہ وہ راستباز یعنی بے غیرت نہ ہو) کبھی اعتبار نہ کریگا کہ اوسکی جورو یا منگیتر جس سے آجتک وہ ہمبستر نہیں ہوا۔ روح القدس سے حاملہ ہے خواہ تمام جہاں کے فرشتے ۔ آدمی جن اور پری اور بہوت وغیرہ خواب میں آکر اس کی شہادت دیں ۔ یہ انسانی نیچر ہے اور جو کچھ یہ تقاضا کرتی ہے ۔ انسان اوس کی تعمیل میں مجبور و معذور ہی اپنے افعال پر اوسے اختیار ہو۔ تو ہو۔ مگر خیالات خواہ وہ نیک ہوں یا بد کسی طرح دل میں پیدا ہونے سے رک نہیں سکتے۔

لفظ"راستباز" کے معنے جو کچھ کتب لغت سے ظاہر ہوتی ہیں وہ بائیبل کی ڈکشنری سے بہت مختلف ہیں۔ اس جگہ اس لفظ کے معنی "بے غیرت" کے لئے گئے ہیں کسیطرح سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ راستباز کا تعلق اپنی جورو کو چپکے چھوڑ دینے سے کیا ہے؟ اگرچہ اس راستبازی کا ثبوت اُس نے نہیں دیا اور اپنی جورو کو نہیں چھوڑا اسے کیا کہتے ہیں؟ یہ انوکھی راستبازی ہے کہ یوسف کو چپکے اپنی جورو کو چھوڑ دینے کی سوجھی۔ اگر یہ راستباز آدمی اوسکی تشہیر کے درپے نہ تہا۔ تو کیا چپکے سے چھوڑ دینے سے اوسکی تشہیر نہ ہوتی۔ خوب ہوتی بلکہ اُس سے بڑھکر ہوتی جتنی کہ علی الاعلان چھوڑنے سے متصور ہو سکتی ہے۔

پیشتر اسکے کہ ہم ولادت یسوع کی حقیقت بیان کریں اور یوسف کی شہادت پر مزید کوشش کریں نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مقدس سوانح نگاروں کی تحریروں کو ایک سرسری نظر سے نہ دیکھ لیں۔ حضرت مرقس اور یوحنا تو ولادت یسوع کی نسبت ایک حرف بھی نہیں لکھتے اُن کے نزدیک تو یہ سب کچھ قابل ذکر بات ہی نہیں کاش انہیں معلوم ہوتا۔ کہ ایک زمانہ میں واقعہ ولادت یسوع عیسائیت کی جان ہوگا۔ اور اُس تمام معجزات کو جنکا بار بار تذکرہ کرتے ہوئے وہ نہیں تھکتے اور اپنے دعاوی کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ پس پشت ڈال دیگا۔ مقدس لوقا اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ جب خدا کا فرشتہ مریم کے پاس آیا۔ جسکی منگنی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا ہو چکی تھی اور اُسے بشارت دی کہ "دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام یسوع رکھیگی وہ بزرگ ہوگا اور خدا کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا اور اونکی بادشاہت آخر نہ ہوگی تب مریم نے کہا یہ کیونکر ہوگا[ف] جس حال میں میں مرد کو نہیں جانتی؟ فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا کہ روح القدس تجھپر اتریگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھپر ہوگا۔" (لوقا باب ۱ آئت ۲۷-۳۵)

مقدس لوقا نے کہیں یوسف کی گھبراہٹ اور اس راستباز آدمی کی انوکھی تجویزوں کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہی لکھا ہے۔ کہ خدا کا فرشتہ آیا۔ (غالباً خواب میں) اور

ف جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا گیا ہے وہ غور طلب ہیں۔ اگر یسوع یوسف کا بیٹا نہ تھا تو کسطرح صادق نہیں آتا۔ کہ خدا اوس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا۔ اگرچہ اُسے نہ کوئی تخت نصیب ہوا۔ اور نہ بادشاہت ملی۔ بلکہ نہایت ذلت اور بے عزتی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ داؤد اور یعقوب کی نسل سے تھا۔ دیکھو شجرہ نسب متی باب ۱ آئت ۱۔

بشارت دی کہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام یسوع رکھیگی اور وہ اپنے باپ دادا کے تخت وتاج کا وارث ہوگا۔

اب ہم مقدس متی اور لوقا کی شہادت پر غور کرتے ہیں۔ مقدس لوقا کی رو سے یوسف کی شہادت جسکا تذکرہ مقدس متی نے کیا ہے ثابت نہیں ہوئی اور چونکہ مقدس مرقس اور یوحنا نے بالکل خاموشی اختیار کی ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یوسف کی متعلق جسقدر مقدس متی تحریر فرماتے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہی یا کم از کم یوسف کی پریشانی اور راست بازی کی کہانی بے بنیاد ہے۔ لیکن ہم فرض کرلیتے ہیں جو کچھ مقدس سوانح نگار متی اور لوقا لکھتے ہیں صحیح ہے اس صورت میں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ولادت یسوع اعجازی تھی۔ ہم اس واقعہ کو مقدس سوانح نگاروں کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے چند فقرات جن سے کسی عیسائی کو انکار نہیں ہوسکتا زیادہ کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ مطلب صاف ہوجاوے

بات اصل میں یہ ہے کہ مریم ایک ایسے خاندان سے تھی جسمیں زہد اور تقوی کا دن رات چرچا تھا۔ اور اوسکی قریبی رشتہ دار سردار کاہن اور امام تھے اُسکے کانوں میں ہروقت یہوداہ اور اوسکی عظمت وشان کے فقرات گونجتے تھے اُسکے دل ودماغ میں اللہ تعالی کی بزرگی اور تقدس کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خود بڑے درجے کی پرہیزگارہ۔ عابدہ۔ اور زاہدہ تھی۔ اوسکی منگنی یوسف نجار سے ہوچکی تھی اور یہ بزرگ بھی فی الواقع ایک راستباز اور دیندار آدمی تھا اور خدا کا خوف اوسکے دل پر غالب رہتا تھا۔

ایک رات جبکہ مریم اپنی معمولی عبادت سے فارغ ہوکر اپنے کمرہ میں اپنے متعلقین سے علیحدہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اوسے اپنی آئندہ زندگی کا خیال آیا۔ اوسکی منگنی ہوچکی تھی اور وہ چندن بعد اپنے خاوند کے گھر جانیوالی تھی (متی باب ۱ آیت ۲۴) اس پرہیزگار عورت کے دل میں قدرتاً اپنے خاوند اور ممکن ہو کہ ہونیوالی اولاد کا خیال آیا۔ لیکن اُس کے خیالات میں

اُس کے ذاتی تقدس اور پرہیزگاری کا رنگ تہا۔ وہ اُنہی خیالات میں ڈوبی ہوئی تہی کہ اوسکی آنکھہ لگ گئی اُس نے دیکہا کہ ایک نورانی شکل کا آدمی اُس کے کمرہ میں داخل ہوا ہی (لوقا باب ۱ آیت ۲۸) مریم اُسے دیکہکر گھبرا گئی اور اگرچہ نووارد کے چہرہ پر زہد و تقدس کے آثار پائے جاتے تھے۔ لیکن عصمت مجسم مریم کے منہہ سے نکلا کہ اگر تو پرہیزگار بہی ہی تو بہی میں تجہہ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ نووارد نے کہا "مریم اِجہہ سے خوف نہ کر۔ میں تو تیرے خدا کی طرف سے تجہے بشارت دینے آیا ہوں۔ کہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی" (لوقا باب ۱۔ آیت ۳)

"مریم کو حیرت ہوئی۔ کیونکہ وہ ابہی تک کنواری تہی۔ اس لئے جواب دیا۔ کہ یہ کس طرح ہوگا کیونکہ مجہے ابہی تک کسی مرد نے ہاتہہ تک نہیں لگایا اور میں بدکار بہی نہیں ہوں"

یہ فقرہ قرآن شریف سے لیا ہے اور مجبوراً ہمیں ایسا کرنا پڑا۔ کیونکہ متی اور لوقا کی تحریروں سے مریم کی پرہیزگاری اور عصمت ثابت نہیں ہوتی۔ اُن سے تو یہی پایا جاتا ہی کہ وہ بے تکلف نووارد سے گفتگو کرتی رہی اور بیشتر اسکے کہ اسپر ظاہر ہو کہ اوسکا مخاطب ایک فرشتہ ہی اُسے اپنی عصمت بچانیکا خیال پیدا ہوا۔ فی الحقیقت عہد جدید میں ایک فقرہ بہی ایسا نہیں جو مریم کے کیرکٹر اور اوصاف حسنہ کو ظاہر کرے اور ایسا فقرہ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا تو کہیں موجود نہیں۔

اِس آیت سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مریم فی الواقع عصمت مجسم تہی بلکہ یہ بہی کہ اسوقت کوئی شخص نزدیک نہ تہا جسے مریم امداد کیواسطے پکارتی ایسی حالت میں اُسنے اللہ تعالی سے مدد طلب کی جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہی اس سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہی کہ مریم نہایت ہی ایماندار عورت تہی اور اُسکو اللہ تعالی پر کامل بہروسہ تہا۔ اِس سے یہ بہی پایا جاتا ہی کہ ایسے نووارد کو اللہ تعالی کا خوف دلایا اور اوس رحمت سے بہی مایوس نہ کیا جو پرہیزگاروں کے لئے خاص ہی کیا کوئی ایسی آیت بائیبل میں ہی جس سے مریم کے کیرکٹر (خصائل) ظاہر ہوں؟

نووارد نے جواب دیا کہ " اللہ تعالی تجھے ایک صالح لڑکا بخشیگا اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں "

اتنا کہہ کر نووارد عالم نورانی میں غائب ہوگیا۔ اور وہ تمام مثالی کیفیتیں سلب ہوگئیں۔ اور اُسنے پھر عالم اجسام کیطرف رجوع کیا اور اوسکی آنکھ لگ گئی۔[1]

صبح اس خواب کا چرچا اُسکے اپنے گہر والوں میں ہُوا جب یوسف نے سُنا تو بہت گھبرایا۔ لیکن اوسکی گھبراہٹ اسوجہ سے نہ تھی کہ اُسے اپنی عورت کی عصمت پر شبہ پیدا ہُوا۔ بلکہ اسوجہ سے

---

[1] فی الحقیقت ایک خواب تہا اور چونکہ مریم اسوقت کنواری تہی قدرتاً اُسے خیال پیدا ہُوا۔ کہ موجودہ صورت میں لڑکا پیدا ہونا ناممکن ہے اور اسی لئے اُسنے کہا کہ ابھی تو میرے خاوند نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ تو کسطرح بچہ پیدا ہوگا۔ جسطرح قدرت نے قانون باندھ رکھا ہے مقدس متی اور لوقا کی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ خدا کا فرشتہ کس شکل و صورت میں دکھائی دیا۔ قرآن شریف نے دونوں باتوں کو صاف کر دیا ہے کہ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ روح کو ہم دیکھ نہیں سکتے جبتک کہ وہ کسی صورت میں ظاہر نہ ہو۔ اور اسکی دو ہی صورتیں ہیں یا عالم مثال میں یا عالم اجسام میں۔ عالم اجسام میں ضرور ہے کہ وہ مادی لباس پہنے اور اوسپر وہ تغیرات وارد ہوں جو انسان پر پیدائش سے بڑھاپے تک ہوتی ہیں یا دوسرے لفظوں میں اسطرح کہو۔ وہ دنیا میں اُسی طرح آئیگا جس طرح دوسرے انسان آتے ہیں اور رہتے ہیں دوسری صورت عالم مثال کی ہے اور لفظ "تمثل" صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اسجگہ یہی صورت ہے۔ اور یہ واقعہ عالم مثال میں ہُوا۔ اور روح نے ایک مثالی صورت بشر اختیار کی اور یہ حالت بیداری میں ناممکن ہے یعنی جبتک حواس ظاہری معطل نہ ہوں عالم مثال میں دخل نہیں ہو سکتا۔ اسطرح معنی یہ ہوئے کہ جسوقت مریم اپنے لوگوں سے علیحدہ اپنے کمرہ میں تہی اوسپر نیند کا غلبہ ہُوا اور اُسنے عالم مثال میں ایک بشر کو دیکھا جو الہی اسپر ظاہر ہُوا تہا فَتَمَثَّلَ لَھَا بشرا سویا کے الفاظ میں

کہ وہ راستباز آدمی تہا۔ اور نہائت ہی سیدھا سادھا دیندار تہا اُسے خیال پیدا ہوا کہ اونکی منسوبہ اللہ تعالی کی نظروں میں برگزیدہ اور پاک ہر اور اس لئے کمال بےادبی ہے کہ ایسی عورت سے معاملہ زن و شوئی جائز رکھے اگرچہ یہ اوسکی غلط فہمی تہی۔ مگر وہ ڈرتا تہا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اوسپر غضب الہی نازل ہو۔ اور اس خیال نے یہانتک اوسکے دل و دماغ پر قبضہ و غلبہ کیا ہوا تہا۔ کہ وہ اپنی منسوبہ سے قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن خواب میں بقول مقدس متی خدا کی فرشتہ نے اُسے کہا۔ ای یوسف داؤد کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر۔" (متی باب آئت ۲۰)
"تب یوسف نے سونے سے اٹہکر جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اُسے فرمایا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا" (متی باب آئت ۲۴)

اب سوال یہ ہے کہ مقدس متی نے یہ کس لئے لکہدیا کہ مریم پیشتر اسکے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہو۔ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اسکا جواب نہائت آسان اور چند لفظوں میں یہ ہے۔ کہ

لفظوں میں کہہ رہا ہی کہ یہ حالت خواب تھی یا رؤیا اور اسکا دیکہنے والا صرف مریم کی ذات تہی نہ کسی اور شخص نے دیکہا اور نہ کسی اور کے سامنے تہا۔ اور اس لئے کوئی اور دیکہہ بھی سکتا تہا۔ اور یہ کیفیت صرف خواب اور رؤیا کی ہوسکتی ہی۔ اگر روح جامہ جسم میں ظاہر ہوئی تو ضرور تہا کہ اسی دوسرے بہی دیکہتے اگر اونہیں دیکہنے کا موقع ملتا۔ لیکن لفظ "لہا" سب شکوک رفع کرتا ہی کہ یہ صرف مریم کیواسطے تہا اور وہی دیکہہ سکتی تہی نہ کہ کوئی اور۔ بشراً سویاً ظاہر کرتا ہی کہ وہ بشر کس شکل و صورت کا تہا وہ نہائت ہی خوش شکل اور نورانی چہرہ والا تہا جسے دیکہکر بے اختیار اللہ تعالی کی حمد منہہ سے نکلتی ہے اوسکا قد و قامت موزوں اور اُسکی عمر عین عالم شباب کی تہی۔

۵ راستباز آدمی اور "ڈر" کے معنی یہی ہیں جو ہمنے کئی ہیں بصورت دیگر وہی معنی ہونگے۔ جسکی تشریح ہم کر چکے ہیں۔

یہ فقرہ "پیشتر اسکے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہو" کسی نیک دل عیسائی کی اختراع ہے جو یسوع اور دیگر حواریوں کی وفات کے بعد روح القدس کے معنی نہ سمجھہ سکا اور یہ فقرہ بخیال خود عبارت کا مطلب صاف کرنے کے لئے چسپاں کر دیا۔ اور صرف اس ایک فقرہ نے تمام عبارت میں بالکل نئے معنی پیدا کر دئے اور اگر یہ فقرہ نکال دیا جاوے تو اسکے معنی جو حقیقی معنی ہیں بالکل صاف ہو جاتے ہیں۔ ہارن اسٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۷۵ء جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ میں بھی یہ فقرہ نہیں اور یہ نہایت قوی دلیل اسبات کی ہے۔ کہ یہ فقرہ زمانہ ما بعد میں درج کیا گیا۔ کیونکہ اسکے بغیر بھی کسی قسم کا نقص عبارت میں پیدا نہیں ہوتا لیکن ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ فقرہ بھی حضرت متی کے قلم کا لکھا ہوا ہے تو جسطرح کہ ہمنے اصل واقعہ بیان کیا ہے وہی مطلب ہوگا۔ اور مقدس متی کی عبارت اس طرح ہوگی:۔

"اب یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اوسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کیساتہہ ہوئی تو پیشتر اسکے کہ وہ اس سے ہمبستر ہو۔ اس نے روح القدس سے بشارت حمل پائی"

اور مقدس لوقا کا بیان تو بالکل صاف ہے مقدس متی تو صرف اسقدر لکھتے ہیں وہ "روح القدس سے (بشارت پاک) حاملہ ہوئی" حضرت لوقا مفصل لکھتے ہیں کہ کسطرح فرشتہ خدا آیا اور مریم اور اسکے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور جو کچھہ مقدس لوقا لکھتے ہیں۔ وہ متی کی تفسیر ہے اور اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ "مریم روح القدس سے (بشارت پاک) حاملہ ہوئی"

غرض یوسف کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا کہ "کنواری حاملہ ہوئی" اور نہ یوسف کی شہادت کی تائید کسی اور مقدس شاگرد یسوع نے کی ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ مریم کی نسبت حضرات متی و لوقا کیا لکھتے ہیں ہمنے تمام انجیل کو پڑھا ایک ایک لفظ کو دیکھا لیکن کہیں ہماری نظر سے نہیں گذرا کہ مریم نے کسی مقدس شاگرد کو یہ فسانہ عجائب سنایا ہو۔ لیکن اگر مریم کچھہ کہتی تو کیا کہتی ؟ یہی کہ اوسے ایک فرشتہ نظر آیا۔ اور غالباً رات کے وقت اور بظاہر بوقت خفقن۔ اُس فرشتہ کی شکل و صورت کیا تھی ؟ جس شخص نے مکاشفات یوحنا کا مطالعہ کیا ہے وہ آسانی سے سمجھہ سکتے ہیں کہ خدا کے فرشتہ کس شکل و صورت میں

نمودار ہونا پسند کرتی ہیں۔ اگر فرشتہ انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہُوا۔ تو واقعی مریم عجب جگر اور گردہ والی عورت تھی کہ دیکھکر بیہوش نہ ہوگئی یا کم از کم چیخ نہ اُٹھی اور اگر وہ انسانی صورت میں ظاہر ہُوا تو کیا مریم نے فوراً پہچان لیا کہ وہ کون ہے؟ اور بیجا مداخلت کرنیوالی کو چور یا بدکار سمجھکر شور و غوغا نہ کیا۔ اور کسیکو امداد کیلئے طلب نہ کیا۔

مگر مقدس نوشتوں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خاموش رہی صرف ایک دو لمحہ کیلئے سوچتی رہی بچہ خوش!

نتیجہ یہی ہے کہ مریم نے ایک عجیب الخلقت حیوان یا انسان کو دیکھا اور کچھ عرصہ کے بعد حمل کے آثار نمودار ہوئے۔

اب مریم تو یہی کہتی ہے کہ مینے ایک فرشتہ کو دیکھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں فرشتہ ہوں۔ لیکن نو ماہ بعد بچہ کا تولد ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت انسان ہی کی کرتوت تھی۔

اب ذرا غور کرو۔ کہ ایک عورت جو لوگوں میں کنواری مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ کسی سے ہمبستر نہیں ہوئی کچھ عرصہ بعد حاملہ ہوئی۔ اب لوگ اُسکی نسبت کیا خیال کرینگے اور اگر وہ عورت یہ بیان کرے کہ اوسکو پاس خدا کا فرشتہ آیا اور وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی تو راستباز آدمی کے اور وہ بھی ایام جہالت (Dark ages) میں کوئی عقلمند باور نہ کریگا۔ ایسی عورت یا تو نہایت سادہ لوح۔ بھولی بھالی ہوگی یا پرلے درجہ کی چالاک اول الذکر صورت میں تو معمولی عقل کا انسان بھی خیال کر سکتا ہے کہ کسی بدمعاش نے فرشتہ کا سوانگ بھرا ہوگا۔ اور بیوقوف عورت کو دام فریب میں لایا اور موخر الذکر حالت میں سوائے اُسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ چالاک عورت لوگوں کو احمق بناتی ہے اور نہ صرف اپنی عصمت کا ثبوت دیتی ہے بلکہ تقدس کا دم بھی بھرتی ہے

ایسے ایسے واقعات کو پرکھنے کے لئے قانون شہادت جس آج نافذ ہے صدہا سال پیشتر بھی ایسا ہی تھا اور کسیطرح نہیں ہو سکتا کہ ایک کنواری حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہُوا۔

غرض نہ تو مریم اور نہ یوسف اور نہ یسوع کی شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ نبیوں نے کہا تہا وہ پورا ہُوا۔ اور اوسکی تائید دیگر مقدس نوشتوں سے ہوئی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ عام لوگوں کا اسوقت کیا خیال تہا۔ کسی مقدس سوانح نگار نے نہیں لکہا اور نہ کسی متبرک نوشتے سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کا خیال تہا۔ کہ یسوع ابن اللہ ہے اور یوسف نجار اور مریم کا بیٹا نہیں نہ صرف یہی بلکہ صاف صاف الفاظ میں لکہا ہے اور متعدد مقامات پر لکہا ہے کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تہا۔ اور ایک آدمی دوسرے آدمیوں کی طرح تہا۔ اگر ایک کنواری بیٹا جنتی تو دنیا میں حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکہا جاتا اور ہمعصر مؤرخ ضرور اسکا تذکرہ کرتے لیکن کسی مؤرخ نے ایک لفظ بہی نہیں لکہا۔ اگر یہ صحیح تہا۔ کہ بنی اسرائیل ایک ایسے شخص کے منتظر تھے جو کنواری کے پیٹ سے بوساطت روح القدس پیدا ہوگا۔ تو کیوں بنی اسرائیل کو نہیں بتایا گیا اور وہ کیوں اس سے بیخبر رہے۔ کیا یہ ایسا واقعہ ہوسکتا ہے کہ دیگر ممالک کے لوگ تو کیا خود یسوع کے اپنے پڑوسی اور ہموطن اس سے لاعلمی ظاہر کریں۔ ہم اُس زمانہ کے مورخین کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ ہم مقدس سوانح نگاروں کے متبرک نوشتوں کو دیکھتے ہیں۔ مورخین کا انکار کر دینا سہل ہے۔ لیکن متبرک نوشتوں کو عیسائی مانتے ہیں اور یہ اونکے لئے حجت ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسوقت لوگوں کا خیال یسوع ناصری کی نسبت کیا تہا۔

خود متی (باب ۱۳۔ آئت ۵۴ لغائت ۵۸) تحریر فرماتے ہیں:۔

اور ایسا ہُوا۔ کہ جب یسوع یہ تمثیلیں کہہ چکا تو وہاں سے روانہ ہُوا۔ اور اپنے وطن میں آکر اُس نے اُن کو عبادت خانہ میں انہیں ایسی تعلیم دی کہ وے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسی حکمت اور معجزے اِس نے کہاں سے پائے۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی؟ اور اوسکے بہائی یعقوب اور یوسیس اور شمعون اور یہوداہ؟ اور اس کی سب بہنیں ہماری ساتھ نہیں ہیں؟ پس اس نے یہ سب کچھہ کہاں سے پایا؟ انہوں

• نے اُس سے ٹھوکر کھائی۔ پر یسوع نے انہیں کہا کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہے۔ اور اُس نے اُن کی بے اعتقادی کے سبب وہاں بہت معجزے نہیں دکھائے"

بجائے اسکے کہ ہم مذکورہ بالا آیات مقدس پر کچھ حاشیہ چڑھائیں ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔ کہ اسے نعتراہی چھوڑ دیں کیونکہ اس سے زیادہ صاف لفظوں میں اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ یسوعؑ کے ہم وطن اسے ایک نجار اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور نہ صرف یہی بلکہ اوسکی بھائیوں اور بہنوں سے بھی واقف تھے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ ایسے شخصوں کے منہ سے نکلے ہیں جو یسوع کے خاندان سے بخوبی واقف تھے ہر ایک کا نام جانتے تھے اور اُن سے میل جول تھا" اور اُسکی سب بہنیں ہماری ساتھ نہیں"۔ ایسے لفظ ہیں جسکی معنی ہر ایک عیسائی دیندار اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نہ صرف یہی بلکہ خود یسوع اپنی بے عزتی اور رسوائی کا رونا روتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔ کہ

"نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں"

اِن لفظوں پر جنکے نیچے ہم نے خط کھینچ دئے ہیں غور کرو۔ کیا ان کا اطلاق "ابن اللہ" اور اور اُس کنواری کی بیٹے پر ہوسکتا ہے۔ جو "روح القدس" سے حاملہ ہو۔ اور کیا اسے "عمانوئیل" کہہ سکتے ہیں؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو کن معنوں میں؟

ایسی کھلی کھلی آیات کی ہوتے یسوع کو پھر بھی ابن اللہ اور کنواری کا بیٹا سمجھنا سخت نادانی ہے۔ یسوع نے بالکل سچ کہا کہ نبی کی اپنے وطن اور گھر میں مطلق عزت نہیں۔ دیندار عیسائی حیران ہونگے۔ کہ اُن کے خدا نے یہ کیا بے معنی بات کہی۔ آج تو اونکی عزت خدا کے برابر ہے بات اصل میں یہ ہے کہ اوسکی اپنے گھر والے اور ہم وطن اُسے ایک بشر یوسف نجار اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور سوائے چند ماہی گیروں کے کوئی بھی اوسکی نبوت پر ایمان نہ لایا۔ اس سے زیادہ اور کیا بے عزتی ہوگی کہ ایسا

اولوالعزم پیغمبر اور یہ تعداد ایماندار لوں اور اُن کی یہ اوقات۔ لیکن اگر فروغ اور عزت حاصل ہوئی تو دیگر اقوام غیر ممالک اور بہت زمانہ بعید میں جبکہ کسی شخص کو اصلی حالات سے آگاہی نہ تھی۔ اور اس لئے اسے بے خبر اور جاہل مطلق خدا کا بیٹا یا خدا سمجھنے لگ گئے تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ خود مسیح کی شہادت اپنی نسبت یہی ہے۔ کہ وہ ایک نبی ہے۔ خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہے اور جس طرح اُس سے پہلے انبیاء اور پیغمبر اپنے گھر اور وطن میں بے عزت ہوئے۔ اس طرح اوسکا حال ہوا۔ صاف صاف الفاظ میں یسوع اپنے آپکو دیگر انبیاء کی مثل ظاہر کرتا ہے اور ان میں اور اپنے آپ میں کچھ فرق نہیں کرتا۔ اگر وہ اپنے آپ کو فی الحقیقت ابن اللہ سمجھتا تھا اور نبی سے بڑھکر خیال کرتا تھا۔ تو کس لئے یہ ضرب المثل اپنے حق میں کہی اگر وہ انبیاء کی جماعت میں سے نہ تھا۔ تو اسکا اطلاق کس طرح اوس پر صحیح نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ یسوع کے اپنے الفاظ ہیں اُسکا اپنا اقبال ہے اور ہم اسکو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں

اسی واقعہ کو مقدس مرقس (باب ۶ - آیت الغائت ۶) اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

وُہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اور اپنے وطن میں آیا اور اوسکے شاگرد اُس کے پیچھے ہولئے جب سبط کا دن ہوا۔ وہ عبادت خانہ میں وعظ کرنے لگا۔ اور بہتوں نے سن کے حیران ہو کر کہا کہ یہ باتیں

سلہ افسوس ہے کہ اس حیرت انگیز وعظ یا لیکچر کو کسی حواری نے نقل نہیں کیا ورنہ ہم بھی اس حیرت کا اندازہ کرتے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جن معجزوں پر آج عیسائی دنیا کو ناز ہے اسوقت لوگ اُسے حکمت ہی سمجھتے تھے اور فی الحقیقت یہی بات ہے کیونکہ مقدس سوانح نگاروں نے اگرچہ یسوع کا وعظ نقل نہیں کیا مگر اُن معجزوں کا ذکر ضرور کیا ہے کہ چند بیماروں کو اچھا کیا اس سے پہلے وہ بیان فرماتے ہیں کہ عبادت خانہ کے سردار کی بیٹی مرگئی اور وہ اسوقت یسوع کے پاس تھا اور اپنی بیٹی کی بیماری کا حال بیان کر رہا تھا کہ لوگ آئے اور اُسے اس حادثہ جانکاہ کی خبر دی۔ حکیم حاذق یسوع تشخیص کر چکا تھا۔ کہ سردار کی لڑکی کس عارضہ میں مبتلا ہے اُسے فوراً معلوم ہوگیا

"اُس نے کہاں سے پائیں؟ اور یہ کیا حکمت ہے۔ جو اُسے ملی ہو کہ ایسی کرامات اُس سے ظاہر ہوئی ہیں؟ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں؟ اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ و شمعون کا بھائی نہیں؟ اور کیا اوسکی بہنیں ہماری پاس یہاں نہیں ہیں؟ اور انہوں نے اُس سے ٹھوکر کھائی۔ تب یسوع نے انہیں کہا۔ نبی بے عزت نہیں ہو۔ مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبے اور اپنے گھر میں (اس لئے کہ دایہ کے آگے پیٹ چھپ نہیں سکتا۔ اور کنبے اور گھر والوں کو حضرت کا سب حال پیدائش سے معلوم تھا) اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا سوا اُسکے کہ تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اونھیں چنگا کیا اور اُس نے اُن کی بے ایمانی سے تعجب کیا اور آس پاس کے گاؤں میں وعظ کرتا پھرا۔"

مقدس یوحنا (باب ۷۔ آیت ۴۱ لغایت ۴۳) تحریر فرماتے ہیں کہ :-

(کیونکہ سردار علامات اور آثار اور سبب مرض بیان کر چکا تھا) کہ لڑکی کو سکتہ کا عالم ہے اور جاہل لوگ اون سے مردہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہاں سے اُٹھ کر سردار کے گھر آیا۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ یسوع نے کہا کہ کیوں بیفائدہ شور و غل کرتی ہو۔ لڑکی تو سوتی ہو لڑکی مر نہیں گئی بعض جاہل ہنسے۔ مگر یسوع نے جو کچھ کہا تھا ثابت کر دیا اور لڑکی تندرست ہو گئی (مرقس باب ۵ آیت ۳۵ لغایت ۴۳)

یہ ہے وہ عظیم الشان معجزہ جسے عیسائی دنیا فخریہ بیان کرتی ہے کہ "خداوند یسوع نے مردے زندہ کئے" حالانکہ خود حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ

"لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہو"

پیراں نمے پرند مریداں می پرانند

تب یہودی اُس پر کڑکڑائے اس لئے کہ اُس نے کہا وہ روٹی جو آسمان سے اُتری میں ہوں اور۔
انہوں نے کہا کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ ماں کو ہم جانتے ہیں؟"
پھر وہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اترا ہوں یعنی خدا کا فرستادہ یا پیغمبر یا رسول اللہ ہوں۔
انہی آیات کے آگے یسوع یہودیوں کی غلط فہمی یہ کہکر دور کرتی ہیں۔ کہ آسمان سے اُترنے
سے مراد وہی کچھ ہے جو تم گذشتہ انبیا کی نسبت سمجھتے ہو۔ جن پر آسمان سے صحیفے نازل ہوئے۔
اب نہ کسی نے ان صحیفوں اور نہ اُن رسولوں کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا۔ لیکن تم شک نہیں
کرتے کہ وہ منجانب اللہ تمہاری ہدایت کیواسطے آئی (یوحنا باب ۶۔ آیت ۴۳ لغایت ۴۷)
انہی آیات کے آگے یسوع نے کچھ ایسی بے تکی ہانکی ہے کہ نہ صرف یہودی علماء اُس سے
متنفر ہو گئے بلکہ اوسکے اپنے شاگرد بھی برگشتہ ہو گئے یسوع وعظ فرماتے ہوئے شیخی بگھارنے لگے
کہ "تمہارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے۔ روٹی جو آسمان سے اترتی ہے
وہ ہے کہ کوئی آدمی اسے کھا کے نہ مرے۔ میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُتری"
(یوحنا باب ۶ آیت ۴۸ لغایت ۵۱)
بھلا بنی اسرائیل سی غیور قوم کو اتنی تاب کہاں تھی کہ اپنے باپ دادا کی نسبت ایسے کلمات
سنیں اور چپکے رہیں لعنت اور نفریں کرتے ہوئے چلے گئے مگر (یوحنا اسی باب کی آیات ۶۰ الخ
تک بیان کرتی ہیں کہ) تب اوسکے شاگردوں میں سے بہتوں نے سن کے کہا یہ سخت کلام ہے
اسے کون سن سکتا ہے؟
یسوع نے فوراً بات بدل دی اور کہا کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم یہ سمجھ بیٹھے ہو۔ کہ تمہارے
باپ دادا مر گئے اور میں نہیں مرونگا۔ نہیں بلکہ میری مراد روحانی زندگی سے ہے جسم تو ضرور
مریگا۔ لیکن وہ جو مجھ پر ایمان لائیگا۔ روحانی زندگی پائیگا۔
اگرچہ یسوع نے بہت کچھ کہا سنا دم دلاسا دیا۔ مگر وہ کب مانتے تھے چنانچہ یوحنا لکھتی ہیں کہ

اُسوقت سے اسکے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے اور بعد اسکے اسکے ساتھ نہ چلے (یوحنا باب ۶۔ آیت ۶۶ لغائت ۶۷)

چاروں مقدس سوانح نگار لکھتے ہیں کہ جب یسوع کی وعظ کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ تو وہ شخص جو یسوع کے حسب نسب سے بخوبی آگاہ تھے اور یسوع اور اونکی دیگر رشتہ داروں کو جانتے تھے۔ کہنے لگے کہ "کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں۔ اسکی ماں مریم نہیں اور اس کی بھائیوں اور بہنوں کے ہم آشنا نہیں"۔ تو پھر یہ حکمت کہاں سے سیکھ کر آیا ہے جو ایسے ایسے بیماروں کو اچھا کرتا ہے"[1]

ہیرودیس بادشاہ نے جب سُنا تو کہا ہو نہ ہو یوحنا بپتسمہ دینے والا مردوں سے جی اوٹھا۔[2] تف ہے اس بُزدلی پر۔ امام جہلا نے کہا کہ "الیاس ہے"۔

اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے انہوں نے کہا کہ:۔

"یہ ایک نبی ہے یا نبیوں میں سے کسی کی مانند ہے"

مذکورہ بالا آئت سے واضح ہو جائیگا کہ یسوع کی نسبت لوگوں کا کیا خیال تھا اُس کے اپنے گھر اور خاندان کے آدمیوں نے اُسے کیا سمجھ رکھا تھا اوسکی ہموطن اُسے کیا کہتے تھے اور اُسکی شہر والے تو حضرت کو جانتے ہی نہ تھے کہ کس باغ کی مولی ہیں۔ اگر کنواری حاملہ ہوتی اور "عمانوئیل" اوسکے پیٹ سے برآمد ہوتی۔ تو شہر میں ایک غلغلہ ہوتا اور ہر ایک گھر میں چرچا ہوتا اور لوگ انگلیاں اٹھاتے۔ کہ

---

[1] متی باب ۱۳۔ مرقس باب ۶۔ آئت ۱۴ الغائت ۱۶ یوحنا باب ۶۔

[2] ہیرودیس بادشاہ نے یوحنا بپتسمہ دینے والے (حضرت یحییٰ ابن ذکریا) کو قتل کروا دیا۔ خون ناحق اُسے ہر وقت ستاتا تھا اور اس لئے اُسنے یسوع کی نسبت خیال کیا کہ یحییٰ مردوں سے جی اوٹھا اور ایسے ایسے کام کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے یحییٰ کی رسالت پر کسیقدر یقین تھا گر چہ کہ ایک فاحشہ کی عشق میں سرشار رہتا تھا جو اسکی بھائی کی جورو تھی اور اُس سے نکاح کا خواہاں تھا اور حضرت یحییٰ

وُہ کنواری کا بیٹا آتا ہے"۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس ہے یسوع اپنے آپکو ایک نبی اور بے عزت
نبی کہتے ہیں۔ جنہیں لوگ لعنت ملامت کرتے۔ منہ پر تھوکتے تھپڑوں سے منہ لال کرتے اور
لکڑ کوب سے خوب ہی گت بنالیتے اور آپس میں کہتے کہ دیکھو ایک بڑھئی کا بے حیثیت بیٹا آج سردار
کاہنوں اور اماموں کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا ہے۔ اسکی یہی وہی مثل ہے۔ چھوٹا منہ
بڑی بات۔ جو کچھ ہم بیان کر آئے ہیں۔ اگر انصاف پسند طبیعت غور سے مطالعہ کریں۔ تو کچھ
شک نہیں کہ اُسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ جسپر ہم پہنچے ہیں اسے یقین ہو جائیگا۔ کہ یسوع ناصری بیشک
یوسف اور مریم کا بیٹا تھا۔ اور اوسکی اعجازی پیدائش محض جھوٹی کہانی اور زمانہ مابعد
کی اختراع اور ابلہ فریب باتیں ہیں مقدس نوشتوں سے کسی جگہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کبھی یوسف یا مریم نے
کسی سے اس اعجازی ولادت کا ذکر کیا ہو۔ یسوع ناصری ہمیشہ اپنے کو ایک بے عزت نبی کہتا رہا مقدس متی اور لوقا
اور مرقس اور یوحنا نے جو کچھ اس امر کی تائید میں لکھا ہے ہم لفظ بہ لفظ لکھ آئے ہیں اور
اب اسکا فیصلہ منصف مزاج نیک دل عیسائیوں پر چھوڑتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں
ممکن ہے کہ ہٹ دھرم عیسائی یہ کہیں کہ اگرچہ یسوع نے صاف صاف الفاظ میں اپنے
آپ کو نبی کہا۔ مگر آدمی کا لفظ نہیں کہا اول تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک یسوع کو ہم بشر
نہ کہیں۔ جسقدر شہادتیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ اون کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یسوع
ایک نبی تھا۔ یا "نبیوں کی مانند ایک تھا" خدا"۔ یا "خدا کا بیٹا"۔ اور "اعجازی مولود" یہ ان معتبر شہادتوں
سے نتیجہ پیدا کرنا کہ وہ خدا تھا یا خدا کا یا کنواری کا بیٹا تھا جو روح القدس سے حاملہ ہوئی تھی۔ صریحًا انصاف
کا خون ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ "تا بہ خانہ بادر رسانید" کے مقولہ پر کاربند ہوں اور وہ
آیات بھی مقدس نوشتوں سے نکال کر پیش کریں۔ جسمیں یسوع اپنی نسبت "آدمی" کا لفظ

بقیہ نوٹ

نے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا۔ اس لئے اس زانیہ کے کہنے پر حضرت یحییٰ کو قتل کروایا۔
مگر پشیمان بہت ہوا۔

استعمال کرتا ہے۔

مقدس متی (باب ۱۶ - آئت لغائت ۱۵) فرماتی ہیں :- کہ

"اور یسوع نے قیصر یا فلپی کی اطراف میں آکر اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں جو آدمی کا بیٹا ہوں کون ہوں ؟ انہوں نے کہا کہ بعضے کہتے ہیں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے - بعضے الیاس اور بعضے یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی "

اس سے زیادہ اور صاف لفظ کیا ہوسکتے ہیں کہ یسوع اپنی نسبت "آدمی کا بیٹا" کہتا ہے یہ ممکن ہے - کہ وہ عیسائی جو کنواری کا حاملہ ہونا ناممکنات سے خیال نہیں کرتے ہیں "آدمی کے بیٹے" کے معنی بیل یا لوٹر یا اور کوئی عجیب الخلقت حیوان ظاہر کریں مگر معمولی عقل کا انسان اور ایک بچہ بھی کہہ دیگا - کہ آدمی کا بیٹا آدمی ہی ہوتا ہے - یسوع نے اپنی نسبت "آدمی کا بیٹا" کہکر درحقیقت اُن تمام شبہات اور شکوک کو رفع کردیا - جس میں عیسائی آج کل پھنسے ہوئے ہیں یہ بالکل حضرات عیسائیوں کی طبیعت کی مقتضی تھا - کہ لفظ "آدم" (اگر یسوع اس لفظ سے اپنی ذات کو تعبیر کرتا) کے معنی یہ کرتے - کہ روح القدس نے جامہ انسانی[1] پہنا" - یا روح القدس آدمی کی شکل و صورت میں نمودار ہوئی" - مگر یسوع نے اس تاویل کی بھی گنجائش نہ رکھی اور صاف کہدیا کہ "میں آدمی کا بیٹا ہوں" - یعنی روح القدس سے میری ماں حاملہ نہیں ہوئی - بلکہ ایک آدمی کے نطفہ سے اونکو حمل ہوا - اور جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوا - وہ یسوع ناصری تھا -

"آدمی کا بیٹا" ایک ایسا جامع لفظ ہے جسمیں مسیحی اور قدرتی تثلیث کے معنی ہیں

[1] اگرچہ یہ تاویل بھی ہماری معنی کے مخالف نہیں - کیونکہ ہر ایک روح نے جامہ انسانی پہنا ہوا ہے اور ہر ایک آدمی اپنے اندر روح رکھتا ہے - لیکن چونکہ عیسائی نہائت کوڑمغز اور ناسمجھ واقع ہوئے ہیں اس لئے اور زیادہ کھول کھول کر سمجھانے کی ضرورت پیش آئی -

یعنی باپ۔ ماں اور بیٹا یسوع نے اسواسطے یہ جامع الفاظ استعمال کئے۔ کہ اوسکے والدین کی نسبت کسی کو شک و شبہ نہ رہی مگر ہم ان یاوہ گو عیسائیوں کو کیا کہیں جو اسکے باپ کا سرے سے انکار کرتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کو یہ کہنا کہ تیرا باپ نہیں ہے۔ نہائت مغلظ گالی ہے جسے کوئی باعزت شخص ٹھنڈے دل سے نہیں سن سکتا۔

مقدس نوشتوں میں بیسیوں مقامات پر یسوع مسیح اپنے آپ کو آدمی کا بیٹا کہتا ہے مقدس مرقس (باب ۸۔ آئت ۳۱) تحریر فرماتی ہیں کہ:-

"پہر وہ انہیں سکہلانے لگا کہ ضرور ہے کہ آدمی کا بیٹا (یسوع) بہت سا دکھ اٹہاوے اور وہ بزرگوں اور سردار کاہنوں سے رد کیا جاوے"

مقدس لوقا (باب ۷۔ آئت ۳۳ لغائت ۳۵) لکھتے ہیں کہ (یسوع نے کہا کہ)

"کیونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا جو نہ روٹی کہاتا اور نہ پانی پیتا تہا۔ اور تم کہتے ہو اسپر ایک شیطان ہے ابن آدم آیا جو کہاتا پیتا ہے اور تم کہتے ہو کہ دیکہو ایک بڑا کہاؤ اور مے خوار آدمی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست"

یسوع نے نہ صرف اپنے آپکو آدمی کا بیٹا اور آدمی ظاہر کیا بلکہ یہ بہی کہا کہ تمہاری طرح کہاتا پیتا ہوں اور مے نوشی کرتا ہوں۔ ایک معمولی آدمی ہوں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یسوع نے کبہی اپنی الوہیت سے انکار کیا اگرچہ مذکورہ بالا شہادتوں کے بعد اس امر کی کچہ ضرورت نہیں۔ لیکن قیاس ہو سکتا ہے کہ جس طرح فی زمانہ پیر پرست اپنے استاد کو خدا بلکہ خدا سے بہی بڑہکر رتبہ دیدیتے ہیں ممکن ہے۔ کہ کسی خوش اعتقاد شاگرد نے مجذوب کی طرح بڑ ہانک دی ہو۔ کہ آپ تو خدا ہیں۔ بلکہ

۵۷ اس میں کچہ شک نہیں کہ یسوع خورندہ بہی بڑا کا تہا۔ جو کچہ سامنے آتا چٹ کر جاتا۔ باوجود اسکے کہ سردار کاہنوں اور فریسیوں وغیرہ کا سخت دشمن تہا۔ اور ہمیشہ اونکی نسبت نہائت نا ملائم

تھا کسی بہی باب ہیں اوسنادان عیسائیوں کے ہاتہہ لیک سند آگئی ہو۔ اگرچہ کسی شاگرد کا اسیطرح یا وہ گوئی کرنا فی الحقیقت صیح جہکسما ناہی اور نہ تو اوسکی ژاژخوائی پر کوئی متوجہ ہوگا۔ اور نہ وہ معتبر شہادت ہوسکتی ہو۔ مگر ہم نہیں چاہتے کہ عیسائیوں کو ایسی ایسی کمزور دلائل کے پیش کرنیکا بہی موقع دیں۔

چاروں مقدس سوانح نگار لکھتے ہیں کہ جب یسوع نے اپنے شاگردوں سے پوچہا کہ یہ تو بتاؤ کہ میں جو ایک آدمی کا بیٹا ہوں۔ چنانچہ میرے گھر کے لوگ اور گہروالے مجہے جانتے ہیں اور سردار کاہن اور امام اور دیگر بزرگ بہی میری ماں مریم اور باپ یوسف اور دیگر بہائی بہنوں کے آشنا ہیں تو عوام کالانعام کا میری نسبت کیا خیال ہے۔ شاگردوں نے کہا۔ کہ مختلف روائتیں اور افواہیں ہیں۔ کوئی تو کہتا ہو کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے کوئی کہتا ہو الیاس ہو۔ کوئی کہتا ہو کوئی نبی ہو۔ غرض کوئی کچہہ اور کوئی کچہہ جتنے منہہ اتنی ہی باتیں۔ یسوع نے پہر کہا کہ خیر وہ تو جاہل ہیں اور جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ تم ہی بتاؤ۔ کہ میں کون ہوں"؟ (متی باب ۱۶۔ آئت ۱۵) اور مرقس باب ۸۔ آئت ۲۹)

اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا رہا۔ مگر جہاں کسی نے کہانے کے لئے بلایا فوراً جا براجے اور بعض اوقات تو اُن نہ مانوں میں تیرا ہماش پر عمل کرتے۔ رنڈیوں اور فاحشہ عورتوں کا مال بہی آپ پر مباح تہا۔ اور جب اُن کے کہانے اور عطر وغیرہ کی تواضع سے فارغ ہوتے۔ تو بے تکلف اُن کے گناہ معاف کرتے۔ اور مے نوشی کا ایسا لپکا کہ "چھٹتی ہی نہیں منہہ سے یہ کافر لگی ہوئی" دختِ رز سے آپکا خاص تعلق تہا۔ اور ہروقت اوسکی محبت اور الفت میں سرشار بلکہ بدست رہتے تہے۔ اونکی خواہش تہی کہ کیا اچہا ہوتا۔ اگر دنیا میں بجائے پانی کے مے ہوتی۔ اور چونکہ انگور کشید کا طریقہ بہی آتا تہا۔ اس لئے ایک دفعہ دس مٹکے شراب بنا کر ایک برات کے موقعہ پر سب آدمیوں کو اُلو بنایا۔ افسوس ہو کہ کسی مقدس حواری نے اپنے اوستاد کی حرکات وسکنات اور قول و فعل کا اس حالت مستی میں فوٹو نہیں کھینچا۔ ورنہ یہ نہایت

یسوع کا اپنے شاگردوں سے اس طرح سوال کرنا اور پھر یہ جتلا کر کہ میں آدمی کا بیٹا ہوں" ضرور دھوکے میں ڈالتا ہے۔ مگر مقدس شاگرد اس قسم کی پہیلیوں کے سلجھانے اور ایسے ایسے معمے حل کرنے کے عادی تھے وہ فوراً سمجھ گئے۔ کہ یسوع کا مطلب کیا ہے وہ اپنے حسب نسب اور اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی نسبت نہیں پوچھتا بلکہ اپنی نسبت سوال کرتا ہے کہ "میں کون ہوں؟" انہوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور حالات بھی ایسا تقاضا کرتے تھے کہ وہ یہ سمجھیں کہ وہ اپنے مرتبہ کی نسبت سوال کر رہا ہے چنانچہ شمعون پطرس نے جواب دیا کہ "تو تو مسیح ہے" (مرقس باب ۸ آیت ۳۰)

...ہی عجیب اور خوش کن نظارہ ہوتا ہوگا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ فقرات جن سے اب بھی شراب کی بو آتی ہے۔ اور جسے سنکر یہودی علما اور اوسکے شاگرد اسپر لعنت ملامت کرتے تھے۔ ایسی ہی حالت میں کہے ہونگے۔ جبکہ آپنے فلک سیر کہائی ہوگی۔ یہ ہے اعلیٰ نمونہ پرہیزگاری کا!!

---

۵ شمعون پطرس یسوع کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز اور اعلیٰ درجہ رکھتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ اسے اپنے استاد کی ساتھ بھولے درجہ کی الفت جو عشق کے درجہ پر پہنچ گئی تھی اور ہمیشہ سایہ کی طرح اوس کے ساتھ رہتا تھا۔ اور اسلئے یسوع کے حال سے بخوبی واقف تھا۔ جہاں کہیں وفاداری اور جاں نثاری کی گفتگو ہوتی حضرت پطرس اوستاد کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو تیار ہو جاتے۔ اور ان کے کہنے کی تو بہی پہلی۔ یسوع کی موجودگی میں تو ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ اون کے قول و فعل کی صداقت کا امتحان ہوتا۔ مگر اسوقت جب یسوع کو صلیب دینے کے لئے لے جا رہے تھے ثابت ہو گیا کہ حضرت جو کچھ نہایت جوش و خروش کے ساتھ اپنی خلوص نیت اور وفاداری اور جاں نثاری کی نسبت ابتک فرما چکے تھے نری گپ اور سفید جھوٹ اور زبانی جمع خرچ تھا۔ اگرچہ یہ ایسا نازک موقع اور مصیبت کا وقت تھا کہ سب شاگرد یسوع کو چھوڑ کر بھاگ گئے (متی باب ۲۶ آیت ۵۶) اور ایک ایک کر سب چلتے پھرتے نظر آئے۔ تف ہے ان گیدیوں کی بزدلی اور وفاداری پر؟

• یسوع نے جواب دیا کہ "خبردار میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ کسی شخص سے یہہ مت کہو" (مرقس باب ۸ آئت ۳۱)
مقدس متی نے "زندہ خدا کا بیٹا" لکھا ہے۔ جو مقدس مرقس نے نہیں لکھا۔ اصول

مگر یہ امید ہو سکتی تھی۔ کہ پطرس سا جان نثار کم از کم مرتے دم تک تو اپنے اوستاد کا ساتھ دیگا۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ حضرت نہائت ہی بزدل تھے اور جس طرح ایسے ڈرپوک بظاہر اپنی دلاوری
اور بہادری کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ اوسیطرح یہ بھی نری لاف و گزاف کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور
اور جسوقت یسوع نے اپنا ارادہ وطن کی طرف لوٹنے کا ظاہر کیا اور اپنے شاگردوں کو یہ بھی بتایا
کہ ضرور ہے کہ ابن آدم بہت سا دکھ اٹھائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے رد کیا جائے
مرقس باب ۸ آئت ۳۱) تو حضرت پطرس کا اسیوقت ماتھا ٹھنکا تھا۔ کہ اب آئی ہماری شامت چنانچہ مارے
ڈر کے اسیوقت ریشہ خطمی ہو گئے۔ اور اپنے اُستاد (مرقس باب ۸۔ آئت ۳۲ لغائت ۳۸) ہاتھ پکڑ کر
علیحدہ لیجا کے نہائت برافروختہ ہو کر اور غصہ کے لب لہجہ میں کہا کہ "تم بھی عجب بیوقوف ہو۔ کہ اپنے
پاؤں پہ آپ کلہاڑی مارتے ہو۔ میاں کچھ ہوش کرو۔ عقل کے ناخن لو۔ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں
کرتے ہو۔ تم تو دنیا میں حکیم حاذق مشہور ہو۔ مگر آج ثابت ہوا کہ نرے پاگل ہو۔ تھوڑے دن ہوئے
کہ وہاں سے بھاگے اور جان بچا کر نکل آئے ہمنے بھی تمہارے ساتھ وطن چھوڑا۔ عزیز و اقارب
سے منہ موڑا۔ اب یہ آپ کے سر میں کیا سمائی ہے کہ پھر اُسی جگہ آپ سے آپ موت کے منہ میں چلتے ہو
ہمنے تو یہی سمجھا تھا کہ چلو جان بچی لاکھوں پائے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آخر ہمیں جان پر کھیلنا ہوگا
مگر ایک بیچارہ کا کیا بگاڑیگا۔ آپ ہیں کہ اس شفقانہ نصیحت پہ کان ہی نہیں دھرتے اور ہم
ہیں کہ برابر سمجھائے جاتے ہیں اُستاد صاحب! سوچو تو سہی کہ یہودی آپکے خون کے پیاسے آپکو
کب زندہ چھوڑینگے صرف بقول آپکے آپ بہت سے دکھ بھی نہ اوٹھائینگے بلکہ الیقین کامل ہے کہ
جیتے نہ پھرینگے اور اسجگہ تو آپکا کچھ کچھ بازار گرم ہوتا جاتا ہے۔ وہاں کونسی عزت ہے جو پھر

قانون شہادت کی رو سے تو دونوں کو رد کرنا چاہئے مگر ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ مقدس
ہستی نے جو کچھ لکھا ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اگرچہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ
صرف "مسیح" کا لفظ ہی کافی تھا۔ اور یہ الفاظ کہ "زندہ خدا کا بیٹا" زمانہ مابعد کی اختراع

جاتی تھی لوگ آوازے کستے تھے۔ بے نقط گالیاں سناتے تھے اور لات مکا سے لکد کوب سے
آپ کی گت بناتے تھے معاذ اللہ ہم سے یہ بے عزتی تو برداشت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ خدا کیلئے اوس
مرگ کا خیال دل و دماغ سے نکال دیں اور صرف ہماری ہی نہیں بلکہ اس میں آپ ہی کی بہتری ہے
اور ہم آپ ہی کے بھلے کی کہتے ہیں ورنہ جہاں ہمارے سینگ سمائینگے وہاں چلے جاوینگے"
گرو رشید کے پند و نصائح کا اثر اوستاد پر اُلٹا پڑا۔ سمجھ لیا کہ ذرا باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے۔
اور وقت پڑی ساتھ تو کیا دیگا ڈر ہے کہ دشمنی پر کمر بستہ نہ ہو جاوے۔ اسی لئے نہایت جھنجلا کر کہا۔ کہ
او شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیونکہ تو خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا
ہے۔ (مرقس باب آیت ۳۳)

بزدلی اور بیحیائی لازم و ملزوم ہیں اس لئے مقدس پطرس اگرچہ کسیقدر کھسیانے ہوئے کہ اُستاد
پر اونکا حال آئینہ ہوگیا مگر پھر کہا۔ کہ "اچھا آپ اگر نہیں مانتے تو نہ سہی ہمنے تو سمجھانا تھا سمجھادیا
اب ہمسے یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کہ آپکا ساتھ چھوڑ دیں"

غریب مچھوے کو یقین تھا۔ کہ یسوع ایک نہ ایک دن یہودیوں کا بادشاہ ہونیوالا ہے اور جب وہ وقت
آئیگا۔ تو اگر اس حکومت میں سے حصہ نہ ملا۔ تو وزارت تو کہیں نہیں گئی اور اسی امید پر اودھار
کھائے بیٹھے تھے اونکا اُستاد بھی خوب جانتا تھا کہ ان کے دل میں کیا کچھ گذری ہے اور انہوں
نے زعم ناقص میں کیا بیہودہ خیال پکایا ہوا ہے اگرچہ وہ انہیں وقتاً فوقتاً جتاتا رہا۔ کہ اونکا
خیال خام اور غلط ہے مگر وہ نہ سمجھے اور نہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ اوستاد اونہیں ہمیشہ پہیلیاں بجھواتا
رہا اور تمثیلوں میں گفتگو کرتا رہا۔ بے علم جاہل کیا خاک سمجھتے۔ جب کبھی اُستاد کو منہ سے

ہے۔ جو ترجموں میں زیادہ کیگئی ہے۔ اور اِس قسم کی بیسیوں مثالیں مقدس نوشتوں

بادشاہت" کا لفظ نکلتا وہ یہی سمجھتے کہ وہ وقت بہت قریب ہے۔ جب ہم بادشاہ بنینگے ۔ اور
اسی لئے یسوع نے اس موقع پر پطرس کو کہا کہ شیطان! تجھے ہر وقت یہی دہن لگی ہوئی ہے
اور انسانی جاہ و حشمت کو دیکھ رہا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ میں روحانی امور میں گفتگو کرتا ہوں"۔
بیچارہ مچھوا نہ پہلے سمجھا تھا۔ اور نہ اب سمجھا۔ اُسے یقین تھا۔ کہ اُستاد صاحب اُس سے وعدہ
فرما چکے ہیں کہ "میں تجھے زمین و آسمان کی کنجیاں دونگا۔ اور تیرا زمین و آسمان پر یکساں حکم
ہوگا" (متی باب ۱۶۔ آیت ۱۸۔ لغایت ۲۰)

اب ہم اُس واقعہ کو بیان کرتی ہیں کہ جب یسوع وطن میں آیا اور جس بات کا پطرس کو ڈر تھا
وہی ظہور میں آیا۔ رات کا وقت تھا اور سب شاگرد اُستاد کے گرد حلقہ باندہے بیٹھے تھے یسوع نہایت دلگیر
تھا۔ کیونکہ صبح اوسکی گرفتاری کا دن تھا۔ اور اوسکا علم اُسے ہو چکا تھا اُس نے اپنے شاگردوں
کو مخاطب کر کے کہا کہ "دیکھو کوئی دم میں صبح ہوتی ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جائیگا۔
یہ میری آخری وصیت ہے ثابت قدم رہنا اور ٹھوکر نہ کھانا"۔

پطرس نے اپنی معمولی سرگرمی میں جواب دیا۔ کہ "اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں۔ پر میں
کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۳)

یسوع نے اوسکی طرف دیکھکر کہا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو نہایت ہی بزدل ہے۔ اور ہمیشہ
لاف زنی کیا کرتا ہے یاد رکھ کہ جس وقت مجھے گرفتار کیا جائیگا۔ تو برملا میرا انکار کریگا۔ اور ایک
دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ (یعنی اکثر دفعہ) اور دیکھ یہ ہونے کو تیار ہے اور جب تک مرغ بانگ دے۔ تو میرا تین
دفعہ انکار کریگا"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۴)

پطرس نے جب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے دل کو ٹٹولا۔ تو محسوس کیا کہ خوف کے مارے
دہڑک رہا ہے مگر پھر بھی کڑک کر جواب دیا کہ "یہ آپ کیا فرماتی ہیں اگر آپکے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے

تو بھی آپکا انکار نہ کرونگا"۔ سب شاگردوں نے پطرس کی ہاں میں ہاں ملائی اور ہر ایک
نے پطرس کے لفظ دہرائے (متی باب ۲۶ - آیت ۳۵)

اس کے بعد مقدس سوانح نگار یسوع کے غم والم اور مانہ کا نوٹو کھینچتے ہیں کہ وہ کسیطرح مرنے پر
رضامند نہ تھا۔ مگر تقدیر اُسے کشاں کشاں دار کی طرف کھینچ رہی تھی - اُس نے بہت چاہا - اور
رو رو کر دعائیں مانگیں کہ ساغر موت کے تلخ گھونٹ اُسے پینے نہ پڑیں" ۔ (متی باب ۲۶ - آیت ۳۹)
مگر وقت آپہنچا تھا - اور یہ ایسا وقت تھا کہ مسیح کی دعائیں سب بے اثر ثابت ہوئیں اگرچہ اوسکا دل
اندر ہی اندر بیٹھتا جاتا تھا - مگر وہ جانتا تھا - کہ آخر مرنا ہے اس لئے یہ کہکر کہ

ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد

مرنے کیلئے تیار ہو گیا - اور صبح ہونے سے پہلے پہلے دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوا - وہ بھی ایطرح
ایک شاگرد یہوداہ اسکریوطی نے دشمنوں سے صرف تیس روپیہ لیکر پتہ بتادیا کہ حضرت اُستاد صاحب
فلاں جگہ چھپے بیٹھے ہیں - اسوقت جیسا کہ یسوع کو امید تھی سب شاگرد فرو ہو گئے اور ایسے گئے
جیسے گدھے کے سر سے سینگ - اب ہم دیکھتے ہیں کہ جاں نثار رسول پطرس کہاں تھے
اور کیا کر رہے تھے -

اسوقت جبکہ کوئی شخص یسوع کے منہہ پر تھوکتا تھا اور کوئی گھونسے مارتا تھا - اور کوئی طمانچے
اور کوئی مضحکہ اڑاتا تھا اور سب کہتے تھے - کہ "اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا" غرض
اسوقت جبکہ لوگ چپکے سے اوسکے پیچھے آتے اور چپت رسید کر کے لوگوں میں غائب ہو جاتے اسوقت
جبکہ بے عزتی کا کوئی دقیقہ ان ظالموں نے اٹھا نہ رکھا - حضرت پطرس باہر دالان میں بیٹھے
اُن مردودوں کی خوش فعلیوں پر خون جگر پی رہے تھے اور "زوجی" کی طرح بار بار کہتے تھے کہ "واللہ
نہ ہوئی کرولی - ورنہ ان مرغوں کو پیٹ میں پھونک دیتا"

ترجمہ یا بعض جگہ اصل لفظ اور جو کچھ اُس سے مفہوم ہو یا بعض مقامات پر اصل لفظ اور

وہ دور ہی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک بڑھیا عورت کی نظر اس پر پڑی اور قریب آ کر کہا "ارے مردوے تو یہاں کیا کھڑا ہے کیا تو بھی یسوع صلیبی کا ساتھی ہے؟"

وَلاور پطرس کو اتنی تاب کہاں تھی کہ ایسی تہمت کا جواب دیتے سب کے سامنے کہا کہ "تو جھوٹ کہتی ہے اور میں نہیں جانتا۔ کہ تو کیا کہتی ہے؟"

بیدار عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت پطرس نے بڑھیا کا مطلب نہ سمجھا ہو۔ اور اسلئے کہا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ تو کیا کہتی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کیونکہ بڑھیا اُس وقت ایسی زبان میں گفتگو کر رہی تھی۔ کہ مقدس پطرس نہیں سمجھ سکتے تھے اور ابھی تک روح القدس کا نزول اُن پر بصورت زبانہائے آتشیں نہ ہوا تھا۔

اسکے بعد حضرت پطرس نے خیال کیا کہ اب راز افشا ہوا چاہتا ہے اب یہاں ٹھیرنا مناسب نہیں چلو چپکے سے کھسک چلیں۔ چنانچہ اُن سے ڈرتے ڈرتے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور دبے پاؤں باہر کا رستہ لیا۔ مگر شامت اعمال سر پر سوار تھی۔ ایک شخص نے حضرت کو دیکھ لیا۔ کہ چوروں کی طرح سے باہر جاتے ہیں لوگوں کو آواز دیکر کہا "ہو نہ ہو یہ بھی یسوع ناصری کا ساتھی ہے۔"

حضرت پطرس کے قدم وہیں گڑ گئے رنگ فق ہو گیا۔ لب خشک ہو گئے۔ منہ سے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن آواز حلق میں بند ہو گئی۔ بدن پر رعشہ طاری ہو گیا۔ اور سمجھ لیا کہ اب چھٹکارا نہیں۔ دھری گئے۔ دل میں ہزار صلواتیں اوستاد صاحب کو دیں کہ ع

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

لگ گرد ہو گئی تو آپ نے قسم کھا کر کہا کہ "میں تو اس شخص کو نہیں جانتا۔" (متی باب ۲۶ - آیت ۷۲)

ان لوگوں کو آپ کی قسم پر یقین آ گیا اور چلے گئے اب کیا تھا۔ حضرت پطرس کی جان میں جان آئی۔ اور خیال کیا۔ کہ بُرے پھنسے تھے۔ لیکن زندگی کے دن کچھ باقی تھے کہ بچ رہے ع

اوسکے ساتھہ ایک اور فقرہ بڑہا دیا گیا ہو۔ لیکن ہم اس جگہ اس پر بحث نہیں کرتے اسے علیحدہ

سید یبوع بولانے والے مخبر گذشت

"ہت تیرے اوستاد کی ایسی تیسی! کمبخت آپ تو ڈوبا تہا۔ مجھے بہی لے ڈوبا"

لیکن بنی اسرائیل بہی ایک ہی کائیاں تھے۔ وہ حضرت پطرس کو ایسے کب چہوڑتے تہے ایک اور شخص نے آپکو دیکھکر کہا۔ کہ "اسے تو میںنے اکثر یسوع ناصری کے ساتھہ دیکھا ہے۔ لینا۔ جانے نہ پائے"۔

یہ تو ممکن نہ تہا۔ کہ حضرت پطرس بہاگ کر جان بچاتے نہ اُن میں اتنی ہمت تہی۔ وہیں سے اوستاد صاحب کو برا بہلا کہنا شروع کیا۔ کہ "میں اس ملعون کو جانتا ہی نہیں۔ خدا کی قسم مینے آج سے پہلے اس کی صورت تک نہیں دیکہی۔ لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہو کہ ناحق مجھہ راہگیر پر بہتان باندہتے ہو۔ بہلا اس گپی کے ساتھہ میرا کیا تعلق۔ میں بیچارہ قسمت کا مارا ایک غریب مچہوا۔ کلڑوں کو لپا اکڑوں کو لپا اکڑوں کروں!

چونکہ پطرس سب سے زیادہ معزز محترم شاگرد ہی اسلئے اُس کے حالات لکھنے کے بعد اس امر کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ دیگر حواریوں کا حال لکھا جاوے۔ اسی پر سب کو قیاس کرلو۔ کہ جب مصیبت پڑی تو سب کے سب بہاگ گئے اور ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا۔ اور دوسرے نے قسم کہا کہا کر اور یسوع پر لعنت بہیجکر اوسکا انکار کیا۔ کیا کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہو کہ ان بزرگوں کو یقین تہا کہ وہ کنواری روح القدس سے حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی جو انکا اُستاد یسوع مسیح تہا۔ "حیف انپر اور اُن کے ایمان پر۔ یہ کیسی ریاکار جماعت تہی کہ بیچارے یسوع کو خود پکڑوا دیا۔ اور جب وہ گرفتار ہوا۔ تو ایک ایک کر کے سب گیدی بہاگ گئے اور اس معزز شاگرد نے بہلا اسپر لعنت کی۔ کیا ایسے شخصوں کی شہادت پر اعتبار ہو سکتا ہو۔ کوئی دانا آدمی کبہی اعتبار نہ کریگا۔ یہ نادان دوست تو یسوع کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ جو کچھہ اوسکی تعلیم تہی اُسے یہ جاہل مطلق نہیں سمجھہ سکتے تہے۔ بہلا غریب

لکھینگے۔ اس جگہ ہم اِس لغویات کو بھی حضرات عیسائیوں کی خاطر تسلیم کر لیتے ہیں کہ شمعون پطرس

مچھوے جنہیں یسوع یہ کہکر کہ "آؤ بجائے مچھلیوں کے میں تمہیں آدمیوں کا شکاری بناؤنگا" اپنے

پیچھے لگا لایا۔ اُس روحانی تعلیم کو کیا سمجھ سکتے۔ جسکے سمجھنے کیلئے آج عیسائی دنیا سر دھنتی ہے

اور ایک حرف بھی نہیں سمجھ سکتی۔ اور وہ زمانہ ہی ایسا تھا۔ کہ اِدھر یسوع کے منھ سے اِس قسم کا کوئی

کلمہ نکلا۔ اور اُدھر لوگوں نے کہا کہ یہ کفر بکتا ہے اور گھونسوں۔ لاتوں اور طمانچوں سے خوب خبر لیتے

اِن شکاری حیوانوں کو اگرچہ تمام عمر تعلیم دیتا رہا۔ مگر معلوم ہُوا۔ کہ ؎

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بداست

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است

کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

زمینِ شورہ سنبل بر نیارد + درو تخم عمل ضائع مگرداں

یسوع کی تمام کوشش اکارت اور سب محنت ضائع اور تعلیم بے اثر گئی ؎

گفتہ گفتہ او شدہ بسیار گو + لیک شاگردی نشد اسرار جو

اب ہم منصف مزاج عیسائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ یسوع کی گرفتاری کے وقت جو کچھ مقدس شاگردوں

نے اُن کے ساتھ سلوک کیا۔ اُس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اسوقت اُن کے قول و فعل ایمانداروں

کے تھے یا مردود کافروں کے۔ کیا جس شخص نے یسوع کا انکار کیا اور قسمیں کھا کھا کر اوسکا انکار

کیا اور اوسپر بار بار لعنت بھیجی کیا ایسا شخص خود ملعون اور مردود نہیں؟ اور کیا ایسے یا وہ گو لاف زن

کی زبان کا اعتبار ہو سکتا ہے جس منافق کے دل میں کچھ ہو اور منھ پر کچھ۔ یسوع نے کئی ایک دفعہ اپنے شاگردوں

کو کہا۔ کہ تم بے ایمان ہو اور اگر رائی کے دانہ کے برابر تم میں ایمان ہو۔ تو تم سے عجیب عجیب امور ظہور

میں آئیں۔ یسوع جھوٹا نہیں تھا۔ اس لیے جو کچھ کہا اُس نے بالکل سچ کہا۔ اور واقعات نے بھی یہی ثابت

کر دیا کہ یہ سب بے ایمان تھے کیا ان بے ایمانوں کی باتوں کا اعتبار ہو سکتا ہے کیا ان منافقوں کی

شہادت معتبر ہے؟ ہرگز نہیں۔

سے نے اپنی معمولی لاف زنی اور غیر شاعرانہ لہجہ میں یہ لفظ کہ "تو تو مسیح زندہ[۵] خدا کا بیٹا ہے" کہہ گیا ہوگا۔

[۵] اب ہم بتلاتے ہیں کہ "زندہ خدا کا بیٹا" کسے کہتے ہیں۔ جبوقت پطرس نے کہا کہ تو تو زندہ خدا کا بیٹا ہے۔ یسوع نے نہایت تاکید کی بلکہ حکم دیا کہ خاموش رہ اور کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا۔

یہ کیوں؟ اگر یہ سچ تھا کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا تھا۔ اور فی الواقع یوسف اور مریم کا بیٹا نہ تھا تو کیا شرم مگیر تھی کہ شاگردوں کو منع کیا کہ خبردار کسی شخص سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔ اُسے تو ڈنکے کی چوٹ یہ کہنا چاہئے تھا۔ کہ میرا باپ خدا ہے اور کوئی نہیں اور میری ماں مریم اوسی سے حاملہ ہوئی ہی۔ یہ کیسی شرم دامنگیر ہے جو فی الحقیقت بچپائی ہو کہ اپنے باپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ یسوع جانتا تھا۔ کہ چونکہ وہ یوسف اور مریم کا بیٹا ہے۔ اس لئے کوئی شخص اس صوفیانہ نکتہ کو حل نہ کر سکیگا اگر اسکے اوسکی شاگرد لوگوں کو یہ کہتے پھریں کہ "وہ زندہ خدا کا بیٹا ہے"۔ تو کون شخص اعتبار کرےگا وجہ یہ کہ کوئی سمجھ نہیں سکتا کہ اسکے کیا معنی ہیں۔ ناحق کے کفر کے فتوے صادر ہونگے اور لوگوں میں بدگمانی اور غلط فہمی کی وجہ سے بجائے اصلاح کے اور فساد پیدا ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں منع کیا کہ خبردار کسی شخص کو اس راز سے آگاہ نہ کرو۔ سوچو اور غور کرو۔ کیا ایک نبی مرسل۔ ابن اللہ کی شان کے شایاں ہے کہ چند محبوبوں کو خلوت میں چپکے چپکے کچھ کہے اور پھر اُن کے منہ پر مہر سکوت لگا دے تاکہ وہ کسی کو اور کچھ کہہ نہ سکیں بھولے بھالے سادہ لوح عیسائی اسکا جواب دیں کہ کیوں تاکیدی حکم دیا کہ کسی سے ایسی بات نہ کہو۔ تم تو کیا ہم ہی تمہیں بتاتے ہیں لو سنو! اگر تمہارے کان سننے کے ہوں۔

جن حضرات نے علامہ محی الدین ابن عربی کی نصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور خواجہ محمود شبستری کی گلشن راز اور دیگر بزرگوں کی صوفیانہ کتب کا مطالعہ کیا ہے جنکی نظروں سے لوائح جامی مرزا عبد القادر بیدل کی نکات اور چہار عنصر بلکہ کلیات اور خواجہ حافظ اور دیگر شعرا کا کلام گذرا ہی۔ اُن پر بخوبی روشن ہی کہ یہ لوگ کس رنگ میں رنگے ہوئے تھے یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ ایشیائی شاعری کا مآخذ اور مصالح تصوف کے ہ مولانا روم کی مثنوی سے زیادہ کوئی کتاب مقبول عام نہیں ہوئی خواہ عوام الناس اسکا مطلب

لیکن اس کے جواب میں یسوع نے اُسے کیا کہا؟ یسوع نے اُسے تاکیدی حکم دیا کہ خبردار

سمجھیں یا نہ سمجھیں اُسے نہایت ذوق شوق سے پڑھتے اور سنتے ہیں نہ اسلام میں ایسی کتابیں ہیں جنمیں وہ نکات صوفیانہ حل کئے گئے ہیں کہ بائیبل کو اسکی خبر بھی نہیں مگر اسپر بھی اگرچہ فی زمانہ ان بزرگوں کو اولیاء اللہ اور بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے مگر ان میں سے ایک بھی کفر کے فتوی سے نہیں بچا۔ وجہ یہ کہ جو کچھ یہ کہتے تھے۔ عام لوگ اُسے سمجھ نہیں سکتے تھے اور جو کچھ سمجھتے تھے اُسے کفر سمجھتے تھے۔ ٹھیک اوسیطرح جس طرح فریسی یسوع کا کلام سنکر کہتے تھے کہ یہ کفر بکتا ہے (متی باب ۲۶ آیت ۶۵) اور اس لئے واجب القتل ہے منصور نے انا الحق کہا۔ اور دار پہ کھینچا گیا در حقیقت نہ تو منصور خدا تھا اور نہ خدا منصور۔ لوگوں نے نہ سمجھا۔ اور جو کچھ سمجھا۔ تو یہی کہ یہ شخص اپنے آپ کو خدا کہتا ہے کفر بکتا ہے اور اس لئے واجب القتل ہے علامہ محمود شبستری نے گلشن راز میں اس نکتہ کو واضح حل کیا ہے کہ:۔

درآ در وادی ایمن تو ناگہ ۔۔۔ درختے گویدت انی انا اللہ

روا باشد انا الحق از درختے ۔۔۔ چرا نبود روا از نیک بختے

یعنی حضرت موسیٰ نے وادی ایمن میں آگ کا شعلہ دیکھا اور اوسکی طرف گئے تو حیران رہ گئے کہ آگ کا شعلہ ایک بوٹے میں مشتعل ہے مگر بوٹا جلتا نہیں۔ یہ اسی حیرت میں تھے کہ بوٹے سے آواز آئی کہ بیشک تیرا خدا اور تیرے باپ دادوں کا خدا ہوں (خروج باب ۳ - آیت ۶)

اب یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک بوٹا حضرت موسیٰ اور اوسکے باپ دادوں کا خدا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ نہیں اور نہ حضرت موسیٰ اسکے یہ معنی سمجھے۔ بوٹا تو ایک بے حقیقت شے تھی اوسپر جلوہ الٰہی ہوا۔ اور اسی سے انی انا اللہ کی آواز آنے لگی۔ فی الحقیقت نہ بوٹا خدا تھا اور نہ خدا بوٹا۔ اسی طرح منصور کا حال تھا۔ کہ جب اوسکے قلب پر جلوہ ہوا۔ اوسکے منہ سے انا الحق کی صدا برآمد ہوئی۔ در حقیقت نہ منصور خدا تھا۔ نہ خدا منصور۔ مگر لوگوں نے یہی سمجھا کہ وہ دعوی خدائی کرتا ہے اور واجب القتل ہے

کسی شخص سے اسکا ذکر نہ کرنا (مرقس باب ۸ - آیت ۳۰)

اگر یہ سچ تھا - کہ یسوع خدا کا بیٹا تھا - تو کیوں پطرس کو منع کیا؟ ایسی کیا

نمبر ۱

یسوع مسیح اور منصور کے حالات اسقدر مشابہ ہیں کہ یہ کہنا ناموزوں نہ ہوگا کہ منصور مثیل مسیح تھا - ذیل میں ہم اُن واقعات کو لکھتے ہیں - جو اس مماثلت کو بخوبی ثابت کر دینگے -

خلفاء عباسیہ کا دور دورہ تھا - اسوقت دار الخلافت بغداد میں مقتدر باللہ ابو الفضل جعفر ابن معتضد (۲۹۵ھ سے ۳۲۰ھ ۹۳۲ء تک) حکمراں تھا حسین منصور جسکے نام سے بچہ بچہ واقف ہی اسی خلیفہ کے عہد میں گذرا ہی - پیشہ ملاحی تھا - اور زہد و تقویٰ اور علم و فضل کے باعث مشہور تھا - اکثر جنیدؒ و شبلیؒ کے صحبت میں رہتا - صاحب تصنیف تہا - اور تصوف کے مضامین بشکل عبارت اور حقائق و اسرار معانی و معارف کو فصاحت و بلاغت سے ادا کیا - علماء عصر و مشائخ کبار کا اختلاف ہوا - کوئی کہتا تھا کہ حلولی ہی اور کوئی اتحادی اور بہت تھوڑے تھے جو اوسکی کلام کا مطلب سمجھ سکتے تھے انمیں ابن عطاؒ عبداللہ خفیفؒ شبلیؒ ابو القاسم نصر آبادی قائل تھے کہ منصور موحد ہی اور اُسکی تصنیفات سے توحید باریتعالیٰ کا اظہار ہوتا ہی - مگر علماء ظاہر کا غلبہ تھا - اور اس لئے حسین منصور کے برخلاف فتوی کفر طلب کیا گیا - اسپر جرم یہ لگایا گیا - کہ وہ "انا الحق" کہتا ہی تمام علماء اور اکثر مشائخ نے اس فتوی پر اپنی مواہیر ثبت کر دیں - اور قرار پایا - کہ حسین منصور حلاج واجب القتل ہی ؎

واجب القتل اُس نے ٹھیرایا

اُنکو سے روائنعیں مجھے

خواجہ عطار تذکرۃ الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حسین کو صلیب پر کھینچنے کیلئے لے جا رہے تھے شہر کے لوگ پتھر مارتے تھے منصور کا جسم جابجا زخمی ہو کر خون آلود ہو رہا تھا - مگر یہ دلاور ایسا ثابت قدم رہا - کہ اپنے کسی فعل اور قول اور خفیف سی حرکت سے بھی اس امر کا اظہار نہ کیا کہ وہ درد کو محسوس کر رہا ہے - اسی اثنا میں شبلیؒ اسکے قریب آیا - اوسکے ہاتھ میں ایک پھول تھا - منصور کی طرف پھینکا

منصور نے آہ کی اور چلایا - شبلی نے پوچھا - کہ پتھروں کی سختی تو نے برداشت کی اور تیری منہہ سے اُف تک نہ نکلی - میرے ایک پھول مارا - تو اسقدر بیقرار ہوا - گویا سخت آزار پہنچا جوابدیا کہ لوگوں کو خبر نہیں کہ میں کس حال میں ہوں اور اسلئے جو کچھہ کرتے ہیں بیخبری کی عالم میں کرتے ہیں اور علاوہ ازیں اُنہیں یقین ہے کہ میں کافر ہوں - گشتنی ہوں - اور اسلئے میری ساتھہ یہ سلوک کرتے ہیں - معذور ہیں - مگر تو تو میرے حال سے بخوبی آگاہ ہے - اس لئے تیرا پھول مارنا بھی گناہ ہے -

غرض منصور کو دار پر کھینچا گیا - اور اول اسکے ہاتھہ کاٹے گئے - ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ نسبت آدم سے ہاتھہ باندھنا آسان ہے - مردانگی اس میں ہے کہ بیر دست صفات کو جن سے کلاہ ہمت تارک عرش سے اتارا ہے قطع کریں " جلاد نے اسکے بعد اوسکے پاؤں کاٹے - تبسم کیا اور کہا - اگر ان پاؤں سے سفر خاک کیا - تو دو سفر قدم بھی ہیں - جن سے اب بھی ہر دو عالم کا سفر کرسکتا ہوں - اگر طاقت ہے تو وہ قدم کاٹ دو "

خون اُسکی کلائی اور پنڈلیوں سے بہ رہا تھا - کلائی سے اُس نے اپنے منہہ کو اپنی خون سے رنگین کیا - اور ہنسا - لوگوں نے کہا - کہ عجب سخت جان ہے کہ اس حالت میں بھی ہنستا ہے جوابدیا - کہ بہت لہو نکلا جسکی وجہ سے میرا چہرہ زرد ہو گیا ہے - یہ خون اسی واسطے ملتا ہوں - کہ تم گمان نہ کرو - کہ زردی چہرہ بیم جان کی وجہ سے ہے "

اسکے بعد اوسکی دونوں آنکھیں نکالی گئیں - لیکن ابھی تک اوسکی منہہ سے انا الحق کی صدا نکلتی تھی اسلئے اوسکی زبان بھی کاٹی گئی - آخری کلمہ جو اُسکی منہہ سے نکلا یہ ہے :-

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ

کا منع کرنا ہی اسبات کی دلیل ہے کہ وہ خدا کا بیٹا نہ تہا۔ ورنہ اُسے تو ڈنکے کی چوٹ

اب مقابلہ کرو۔ یسوع مسیح کے ساتہہ منصور کا۔ ہمیں ڈر ہو کہ کہیں حضرات عیسائی ہندؤں کی طرح یہ نہ سمجہہ لیں کہ کرشن کی مانند یسوؑع نے منصور کا جنم لیا تہا۔ جو شخص حلول و اتحاد کے قائل ہیں۔ اُن سے کچہہ بعید نہیں۔ اگر اس طرح سمجہیں۔

مقدس متی (باب ۲۶) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جسوقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو یسوع پیش ہُوا اور گواہوں نے اُس پر شہادت دی تو یسوع نے جواب میں کچہہ نہ کہا۔ چپکا رہا۔ آخر سردار کاہن نے اُسے زندہ خدا کی قسم دیکر کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو ہم سے کہہ۔" یسوع نے اُس سے کہا۔" ہاں وہی جو تو کہتا ہے بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اُسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کی بادلوں پر آتے دیکہو گے" تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پہاڑے اور کہا" یہ کفر کہہ چکا ہے اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور؟ تم نے آپ اسکا کفر سُنا۔ اب تمہاری کیا صلاح؟ انہوں نے جواب میں کہا" وہ قتل کے لائق ہو" تب انہوں نے اسکے منہہ پر تہوکا اور اُسے گھونسے مارا۔ اور دوسرون نے اُسے طمانچے مارکے کہا کہ اے مسیح نبوت سے بتا کس نے تجہے مارا"

اسکے بعد جب اُسے دار پر کھینچا۔ تو آخری کلمہ جو اُس کے منہہ سے نکلا۔ وہ یہہ تہا۔

"ایلی ایلی۔ لما سبقتانی"

(اے میری خدا۔ اے میری خدا۔ تو نے مجہے کیوں چھوڑ دیا)

منصور اور یسوع کی زندگی کے واقعات ہی ظاہر کر رہی ہیں کہ دونوں ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اگرچہ صوفیائے کرام نے ان نکات کو حل کیا ہو۔ مگر ساتہہ ہی اسکے اونہوں نے یہ بہی ثابت کیا ہو کہ اس قسم کا کلمہ منہہ سے نکالنا کم ظرفی کی دلیل ہو اور حفظ مراتب نہ کرنا زندیقی ہو۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی (جامیؒ)

کہنا چاہئے تہا۔ کہ میری ماں روح القدس سے حاملہ ہوئی۔ اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔

وہ واقعات جو ہمنے منصور اور یسوع کی شہادت کے متعلق بیان کردئے ہیں غلط نہیں ہوسکتے اگر اول الذکر نے اپنی مستقل مزاجی اور سچی دلاوری کا ثبوت دیا۔ اور موخر الذکر نے باوجود اسکے کہ اسے بجائے پتھر کے گھونسے پڑے اور اعضا کاٹنے کی جگہ اُسے صرف چوبیحا کردیا گیا۔ پھر بھی چیختا چلاتا رہا اسپر بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یسوع کے حالات سچے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ منصور کے غلط ہوں یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جو کسیطرح غلط نہیں ہوسکتا ✦

فی الحقیقت یسوع نے مرتے وقت ایسی بزدلی کا اظہار کیا۔ کہ عیسائیوں کو چاہئے کہ اُن مسیحی شہداء کا تذکرہ کرتے ہوئے جنکی نسبت وہ کہتے ہیں۔ شیروں کے سامنے ڈالے گئے اور نہایت دلاوری سے جان دی شرماویں ✦

مگر اس جگہ ہم ان امور پر بحث نہیں کرتے۔ مدعا صرف یہ ہے کہ وہ صوفیانہ خیالات [illegible] ذکر ہمنے کیا ہے۔ خواہ غلط ہوں۔ یا صحیح اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ انہیں کچھہ انسانی ولادت سے تعلق نہیں اگر کوئی صوفی یہ کہے کہ ؎

ایک ہی نور جسکے سب جلوے ہیں	دیکھو تو جا بجا وہی ہیں ہم
گر خودی ہم سے دور ہو یارو	پھر خدا کی قسم خدا ہیں ہم

تو اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنے والدین سے انکار کرتا ہے۔ ایسا سمجھنا پرلے درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ صرف ایک منصور ہی ایسا شخص نہ تہا۔ جسنے ایسا دعوی کیا اور یہ معاملہ پیش [illegible] بلکہ سینکڑوں یسوع ایسے گذری ہیں۔ جن پر کفر کا فتوی لگا۔ اور قتل کئے گئے۔ سرمد کی قبر جامع مسجد دہلی کی سیڑہیوں کے نیچے اب تک اُسکی شاہد حال ہے بایزید بسطامی نے کہا کہ " سبحانی ما اعظم شانی " تذکرۃ الاولیا۔ روضۃ الاصفیا۔ نفحات الانس۔ اور اس قسم کی دیگر کتب کا مطالعہ کرو۔ تو بیشمار مدعی الوہیت ملینگے۔ جنکے سامنے یسوع کے دعوی کی کچھہ بھی حقیقت نہیں ✦

مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ فی زمانہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کا نام پوشیدہ رکھے

اس امر کے متعلق بحث نہیں کہ واقعی یہ کفر ہے یا نہیں بحث صرف اسکی متعلق ہے کہ ولادت مسیحی کوئی اعجازی پیدائش نہیں تھی۔ یسوع خدا ہو یا خدا کا بیٹا۔ خدا کا باپ ہو یا فرزند۔ اس سے بحث نہیں۔ بحث یہ ہے کہ وہ یوسف اور مریم کا بیٹا تھا یا نہیں۔ وہ ضرور تھا۔ اُسے خود بھی اس سے انکار نہ تھا۔ اور سردار کاہن اور دیگر بزرگ اُسے نجار کا بیٹا ہی جانتے تھے۔ سردار کاہن کا یہ کہنا کہ یہ شخص اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ اور اس لئے کفر بکتا ہے اور واجب القتل ہے صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُسنے اس کے کیا معنی سمجھے اور یسوع کو بھی ڈر تھا کہ وہ شاگردوں کو منع کرتا تھا۔ کہ خبردار کسی شخص سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔"

صرف فی زمانہ ہی نہیں بلکہ قدیم الایام سے اور صرف یسوع نے ہی نہیں بلکہ ہر ایک صوفی نے اپنے مریدوں کو جو کچھ کہ وہ انہیں تعلیم کرتے ہیں عوام الناس پر ظاہر کرنے سے منع کیا ہے اور کرتے ہیں۔ وہ بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے منع کرتے ہیں کہ لوگ اونکا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں اور اگر سمجھتے ہیں۔ تو غلط اور کفر کے فتوی لگا کر بدنام کرتے ہیں۔

خواجہ عطار ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں مولانا روم کے ہمعصر تھے۔ مولانا مذکور اون کی بہت تعریف کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پے سنائی و عطار میرویم

خواجہ صاحب کے ایک مشہور قصیدہ کے چند شعر ہم اسجگہ نقل کرتے ہیں قصیدہ اسطرح شروع ہوتا ہے

چشم بکشا کہ جلوۂ دیدار	متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است	دور افتادہ تو از ہنجار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سر	سر فرو بردۂ تو نرگس وار

اور لوگ آپ سے کسی اور شخص کا بیٹا خیال کرتے ہوں۔ تو معلوم نہیں کہ ایسے شخص کو

اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

روز آدینہ بر سر منبر — گشت شبلی برای خطبہ سوار
کرد توحید ایزدی آغاز — کہ یکیست گو چہ دہ چہ صد ہزار
گر آنجا جنید حاضر بود — گفت ای پاکباز نادرہ کار
آنچہ من با تو گفتہ ام بہ نہفت — تو عیانش ہمی کنی زنہار
گفت ہیہات اے یگانہ عصر — سخن مشرکانہ را بگذار
من ہمی شنوم و ہمی گویم — نہ بود غیر من بہ ہر دو دیار
لوح دل را ز نقش شرک بشو — خویشتن را خدائی خود انگار

مطلب یہ ہے۔ کہ جمعہ کے روز شبلیؒ خطبہ میں توحید کا وعظ فرما رہے تھے کہ وہ واحد ہے خواہ دس کہو، سو کہو۔ یا ہزار کہو۔ یعنی یہ تمام کثرت اسی وحدت سے ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ہمہ اوست یا از وست اتفاق سے ان کے پیر و مرشد حضرت جنیدؒ بھی موجود تھے۔ اور یہ توحید کے نکات سن رہے تھے۔ فرمانے لگے۔ کہ میں نے تو تجھے یہ باتیں خلوت میں بتائی تھیں۔ اور غرض یہ تھی کہ تو عوام الناس میں اس کا تذکرہ نہ کرے۔ تو نے میری منشاء کے خلاف کیوں کیا۔ جواب دیا۔ کہ آپ کی شان سے بعید ہے۔ کہ ایسا مشرکانہ کلمہ زبان سے نکالیں۔ غیر تو موجود نہیں اگر موجود ہے تو میں ہی سنتا ہوں اور میں ہی کہتا ہوں۔ متکلم اور مخاطب میرا وجود ہے۔

اس سے ظاہر ہو گیا ہو گا۔ کہ صوفیوں میں یہ عام دستور تھا۔ اور اب بھی ہے۔ کہ نکات توحید خاص خاص قابل مریدوں کو بتاتے ہیں اور ساتھ ہی انہیں عوام الناس پر ظاہر کرنے سے منع کرتے ہیں جیسا کہ مسیح نے کہا

مولانا جامی فرماتے ہیں۔ کہ:

سخن وحدت منطق الطیرات عامی لب بند + مرد سلیمانی نشد فہم این گفتار را

یہ تو بخوبی ظاہر ہو گیا۔ اور شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہ رہی کہ کیوں مسیح نے پطرس کو منع کیا۔ کہ

کیا کہینگے؟ سرداسکاہن اور اُس کے گھر اور شہر والے (جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے ہیں)

کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح معلوم تہا۔ کہ لوگ اس بات کو سمجھہ نہیں سکتے اگرچہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہمنے مصمم ارادہ کر لیا ہی کہ۔ تا بخانہ باید رسانید

اِس لئے ہم تصوف کی معتبر کتابوں سے وہ عقائد اسجگہ نقل کرتے ہیں۔ اور آسمانی باپ مسیح خدا کی بیٹے کے معانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

علامہ محی الدین ابن عربی فصوص الحکم کی فص عیویہ میں لکھتے ہیں:۔

فلولاہو ولولانا + لما کان الذی کانا

"اگر نہ خدا ہوتا۔ اور نہ ہم اللہ کے علم میں ہوتے۔ تو یہ جو کچھہ کہ ہے۔ یہ بہی نہ ہوتا"

فانا اعبد حقا + وان اللہ مولانا

پس ہم بیشک بندے ہیں۔ اور بیشک اللہ ہمارا مالک ہے"

وانا عینہ فاعلم اذا ما قلت انسانا

اور ہم وہی تو ہیں جو ہمارا مالک ہے۔ پہر جب تو انسان کا نام لے تو جان لے کہ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

فلا تحجب بانسان + فقد اعطاک برہانا

پہر جب تجہکو انسان کہیں تو تو شرمندہ نہو۔ کیونکہ تجہکو تو دلیل دی گئی ہی کہ تو اور تیرا مالک ایک ہیں +

فکن حقا وکن خلقا + فکن باللہ رحمانا

پس جبکہ تو بنظر اصل حقیقت کے خدا ہے اور صرف بسبب اُس چیز کی جس کے سبب تجہکو تو کہتے ہیں۔ پیدا کیا ہوا بندہ ہے۔ تو تجہکو واسطے خدا کی رحمان ہی ہونا چاہئیے۔

وغذ خلقہ منہ + تکن روحا وریحانا

اور خدا کی مخلوقات کا بقا خدا ہی سے جان اور تو روح یعنی پاک اور راحت ہو۔

فاعطیناہ ما یبدو + بہ فینا واعطانا

اُنہے یوسف نجار اور مریم کا بیٹا جانتے تھے۔ وہ اُس کے بھائی اور بہنوں کو بھی جانتے

پس دی ہمنے خدا کو وہ چیز جس سے ظاہر ہوتا ہی خدا ہم میں اور خدا نے وہی چیز ہمکو دی۔

فصار الامر مقسوما + بایاہ وایانا

پس وہ بات جسکو وجود کہتے ہیں۔ خدا اور ہم میں بٹ گیا۔

فاحیاہ الذی یدری + بقلبی حین احیانا

پس جو چیز کہ میرے دل میں جان والی ہو۔ اُسکو زندہ کیا ہی۔ جبکہ ہمکو زندہ کیا ہی۔

وکنا فیہ اکوانا + واعیانا وازمانا

اور ہم ہی تھے اللہ کے علم میں اور ہم ہی تھے ہونیوالے اور ہم ہی تھے ہونیوالے اور ہم ہی ہوئی ہیں۔

ولیس بدائم فینا + ولکن ذاک احیانا

اور ہم میں وہ چیز ہمیشہ نہیں ہی۔ مگر اُس نے ہمکو زندہ کیا ہی

کچھ یسوع کی خصوصیت نہیں کہ وہ خدا کا بیٹا ہی اور اوسکا باپ آسمان پر ہی بلکہ وجودیوں کے عقیدہ کے مطابق ہر ایک شخص خدا کا بیٹا ہی اور اوسکا باپ آسمان پر ہی۔ ہمہ اوست یا ہمہ ازوست۔

ہم عیسائیوں کے مبلغ علم سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کے دماغ میں تعصب بھرا ہوا ہو ہمکو باطن ایسے گوہر بے بہا کی قدر وقعت کیا سمجھینگے۔ اس لئے ہم مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ مذکورہ بالا اشعار کے معانی سمجھنا چاہتے ہیں۔ تو شرح داؤد قیصری۔ شرح مولانا جامی۔ شرح شاہ محب اللہ بہاری یا دیگر محکم شرحیں فصوص الحکم کو سامنے رکھکر اور نہایت غور فکر سے فصوص الحکم کا مطالعہ کریں۔

ہمیں یقین نہیں آتا۔ کہ باوجود ان شرحوں کے عیسائی انہ سمجھ سکتے ہیں اور ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ وہ ضرور کہینگے۔ کہ عربی و فارسی ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم کوئی یسوع کے شاگرد تھوڑی ہی ہیں کہ روح القدس بصورت زبانہ آتشیں ہمپر نازل ہو۔ اور ہمکو دنیا کی زبانیں آجائیں۔ پھر اسکا ہمارے پاس کیا جواب ہے۔ ہمنے بہت غور کیا۔ کہ کس طرح ان نادانوں کو سمجھائیں۔ آخر ہمیں ایک سہل طریقہ

تہے اور لیسوع اپنی آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تہا۔ ظہور اگر اس شخص کو معلوم ہو جاتا کہ لیسوع

بلہے شاہ

معلوم ہو گیا۔ کہ زبان پنجابی میں سمجھائیں اور اردو مطلب لکھدیں۔ حضرت بلہے شاہ کی کافیاں نہایت ہی موزوں ثابت ہونگی۔

سید بلہے شاہ صاحب پنجاب میں قصبہ قصور واقع لاہور کے رہنے والے تہے۔ ان کی کافیاں بازاروں میں۔ صوفیوں کے حلقوں میں غرض ہر ایک جگہ پڑہی جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

احد احد آکھ اکلا ہی ۔۔۔ نہ روپ رسول نہ اللہ ہی
نہ ظاہر کوئی تجلا ہی ۔۔۔ ہن گونا گوں ہزار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جسدے حسن دا گرم بازار

پیدا ہین پیشا کاں آیا ۔۔۔ آدم اپنا نام دھرایا
احد تہیں بن احمد آیا ۔۔۔ سر نبیاں سردار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جسدے حسن دا گرم بازار

مطلب یہ ہے۔ کہ ظہور عالم سے پیشتر اللہ واحد کی ذات تہی اور کچھہ نہ تہا اوسکو اسماء صفات کا بہی ظہور نہ ہوا تہا۔ کیونکہ ہر ایک اسم رب ہے۔ اور وہ بتقاضائے ظہور مربوب کو چاہتا ہے اور جبتک مربوب نہ ہو اسکا ظہور ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خالق کا ثبوت مخلوق کے ظہور پر منحصر ہے اگر مخلوق نہ ہو۔ تو اسے خالق کون کہیگا۔ اور اسی طرح رازق و مرزوق اور دیگر اسماء و صفات پر قیاس کرو۔ غرض اللہ تعالی کی ذات بلا تعین تہی۔ اور اسوقت نہ تو رب کا ظہور تہا۔ اور نہ رسول نہ اللہ تہا۔ کیونکہ اسوقت اُسے رب یا اللہ کہنے والا کوئی مربوب یا مخلوق نہ تہی۔ اسوقت کسی تجلی اسمائی یا صفاتی یا فعلی کا جیسا کہ مذکور ہوا ہے مطلق ظہور نہ ہوا تہا۔ لیکن جسوقت ظہور ہوا۔ تو وحدت نے کثرت کا لباس پہنا۔ اور ظہور کا لازمی نتیجہ تہا کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ جب اسم خالق کا جلوہ

اپنے اصلی باپ کا بیٹا ہونے سے انکار کرتا ہے تو وہ کیا کہتے ہیں؟ ابن اللہ کی شان سے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے۔ کہ اپنے باپ کا انکار کرے یا پوشیدہ رکھے۔

تھا۔ تو مخلوق کا ظہور ہوا۔ اور علیٰ ہٰذالقیاس۔ اب ہم نے پہچان لیا ہے کہ وہ کون ہے اور ہم کون ہیں اس میں اور ہم میں فی الحقیقت کوئی فرق نہیں۔ وہ ہماری اصل ہے۔

حضرت محی الدین کے اشعار متذکرہ بالا انہی معنوں میں ہیں اب اس وحدت نے کس طرح کثرت کا لباس پہنا۔ اس نے مختلف قسم کی پوشاکیں پہنیں (دیکھو کارلائل صاحب کی کتاب) مگر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

آخر اس نے وہ لباس پہنا جسے آدم کہتے ہیں۔ اور پھر آدم بھی وہ جس کا نام احمد ہے اور سوائے میم کے اس میں اور احد میں کچھ فرق نہیں۔ ع

احد احمد وچ فرق نہ کوئی وچوں میم نکالی اوہار

ز احمد تا احد یک میم فرق است + جہانے اندراں یک میم غرق است (گلشن راز)

(مراتب کلی چالیس ہیں اور میم کے عدد بھی چالیس ہیں)

اور یہ احمد نبی آخر الزماں اور تمام انبیاء کا سردار ہے۔ فی الحقیقت ہم نے اسے پہچان لیا ہے کہ وہ کون ہے۔ وہ تو وہی ہے کہ جس کے حسن کا جلوہ ہر طرف نظر آ رہا ہے۔ یہ کثرت فی الحقیقت وحدت ہے۔

لیتھے وستا نہ منظور ہویا + جو بولیا سو منصور ہویا

جے ظاہر کراں اسرار تائیں + پھر مچ جاوے تکرار تائیں

پھر ملدن سب بہلے یار تائیں + ہر ہر وچ صورت سریدی اے

کتے رومی ہو کتنے زنگی ہو + کتنے ٹوپی پوش فرنگی ہو

کتنے میخانہ وچ بھنگی ہو

کیوں لامکانی وسدا ہو + لستی ہر رنگ دے وچ وسدا ہو

ہمنے ثابت کردیا ہی کہ یسوع کے گہر اور کنبہ والے اور سردار کاہن اور عام لوگ یسوع کو یوسف
بڑہئی اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور یسوع نے کبہی اونکی تردید نہیں کی۔ خود یسوع کے اقوال
سے ثابت ہے کہ وہ ایک آدمی کا بیٹا تہا۔ اور اُس نے کبہی نہیں کہا کہ وہ آدمی کا بیٹا
نہیں۔ اب اگر حضرات عیسائی صاحبان یہ کہیں۔ کہ اوسکے شاگرد اُسے خدا کا بیٹا جانتے تھے۔
توہم کہینگے۔ کہ اونکا خیال غلط تہا۔ کیونکہ خود یسوع اونہیں حکم دیتا تہا۔ کہ کسی شخص سے
اسکا تذکرہ نہ کرو۔ ورنہ لوگ تمہیں بیوقوف بنائینگے۔ اور اگر عیسائی یہ کہیں کہ یسوع فی الحقیقت
خدا کا بیٹا تہا۔ مگر مصلحت وقت کا تقاضا تہا۔ کہ وہ حق کو پوشیدہ کرے۔ توہم کہتے ہیں کہ متی
لوقا۔ مرقس۔ یوحنا کی انجیل اور دیگر مقدس اور متبرک نوشتے دریابرد کردو۔ یا کم از کم انمیں
سے متضاد باتیں نکال ڈالو۔ کیا یہ متضاد تعلیم نہیں کہ ایک جگہ "آدمی کا بیٹا" اور دوسری جگہ
"خدا کا بیٹا" کہتا ہے۔ ایک جگہ لوگ اُسے یوسف اور مریم کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور وہ تسلیم کرتا ہے اور
دوسری جگہ اوسکے حواری اُسے خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو وہ اُن کو منع کرتا ہے کہ ایسا نہ بکو۔ یا کہتا ہے
کہ اس راز کو پوشیدہ رکھو۔ کیا یہ ایسے شخصوں کا کلام ہے جو روح القدس سے معمور تہے۔

مینے حاشیہ پر لکہدیا ہے کہ "خدا کا بیٹا" کسے کہتے ہیں اور یسوع نے پطرس کو کیوں
منع کیا۔ کہ وہ لوگوں سے اس راز کو نہ کہو۔ اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ "خدا کا بیٹا" ایک ایسا عام
لفظ تہا۔ کہ جو عہد عتیق میں نبیوں اور دیگر بزرگوں کے واسطے بولا جاتا تھا۔ اور یسوع کے زمانہ
میں ہر ایک یہودی اپنے آپکو خدا کا بیٹا سمجہتا تہا۔ زمانہ حال کا ایک محقق لکہتا ہے کہ۔
"باپ" کے معنے ناصح یا صلاح کار کے ہیں۔ اور مشرقی ملکوں میں اسی مراد سے مستعمل
تہا۔ اور ایک کام کی بنیاد ڈالنے والے پر بہی بولا جاتا تہا۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ شیطان جہوٹ کا

ہم ہزارہا اشعار اور ایشیائی زبانوں میں مختلف کتب کا حوالہ دیکر مذکورہ بالا دعوی کی تائید کرسکتے ہیں۔ لیکن
اس سے زیادہ ہم طول نہیں دینگے۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے

باپ ہے - اور اس طرح بیٹے کا استعمال اُس چیز پر بہی جسکو اللہ نے اپنے ہاتہہ سے بنایا - اور ان پر جو ایمان لائے آیا ہے -

تمام کتب عہد عتیق اور عہد جدید میں ایسے مقاموں میں اسی طرح پر اسکا استعمال ہوا ہے - عربی محاورہ کے بموجب اگر اوسکو تعبیر کریں گے - تو یوں کہینگے - رب بمعنی باپ یعنی رب بمعنی پروردگار کے اور ابن یعنی بیٹا بمعنی العبد للمقبول یعنی بندہ برگزیدہ کے استعمال کیا جاتا ہے - اور یہ استعمال ٹہیک کتب عہد جدید اور عہد عتیق کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ مفصلہ ذیل مثالوں سے یہی مطلب پایا جاتا ہے -

(۱) حضرت سلیمان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا" - (۱- تاریخ ۲۲- ۱۰)

(۲) یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا کہ "ہمارا باپ خدا ہے" حضرت مسیح نے فرمایا - کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا - تو تم مجھسے پیار کرتے" (متی ۸- ۴۱ و ۴۲) اُن بیچاروں کو کیا معلوم تہا - کہ اُن کے باپ کے ہاں ایک اور بیٹا پیدا ہوا - اور کسے بہائی سمجھ کر پیار کرتی مگر اُنہوں نے آسمان سے حضرت کو گرتا بہی نہ دیکہا تہا)

(۳) حضرت مسیح نے مریم سے فرمایا کہ میرے بہائیوں پاس جا اور اُن سے کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں" (متی ۲۰- ۱۷)

(۴) حضرت مسیح نے اپنے مریدوں کو نصیحت کی "پس جیسا تمہارا باپ رحیم ہے - تم بھی رحیم ہو" (لوقا ۶- ۳۶)

(۵) حضرت مسیح نے فرمایا "اے چہوٹے گلے مت ڈر کہ تمہارا باپ تمہیں بادشاہت دینے کو راضی ہے" (لوقا ۱۲- ۳۲)

(۶) حضرت مسیح نے اپنی نصیحت میں فرمایا "اسطرح تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے فرض

نہیں"۔ (متی ۱۰-۱۴)

(۷) حضرت مسیح نے نصیحت کرتے وقت فرمایا اور زمین پر کسیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہے جو آسمان پر ہے" (متی ۲۳-۹)

(۸) حضرت مسیح نے فرمایا" کیا ایک پیسے کی دو گوریاں نہیں بکتیں اور ان میں سے ایک بھی تمہارے باپ کے بے حکم زمین پر نہیں گرتی"۔ (متی ۱۰-۲۹)

(۹) حضرت مسیح نے فرمایا۔ کہ اگر دعا مانگنے کے وقت کسیکی تقصیر یاد آوے تو معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہاری تقصیروں کو معاف کرے۔ اگر تم معاف نکرو گے۔ تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے معاف نکریگا" (مرقس ۱۱۔ ۲۵و۲۶-اور متی ۶-۱۴-۱۵)

(۱۰) حضرت مسیح نے فرمایا تمہارا باپ جانتا ہے کہ ان سب کا تمہیں درکار ہے"(لوقا-۱۲-۳۰)

(۱۱) حضرت مسیح نے فرمایا کہ"ئیلے سے تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے تمہیں کچھ پھل نہ ملیگا"۔ (متی ۶-۱)

(۱۲) حضرت مسیح نے فرمایا کہ تمہارا باپ اُس سے آگے کہ اُس سے مانگو جانتا ہے"(متی ۶-۸)

(۱۳) حضرت مسیح نے فرمایا" تاکہ وے تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہے۔ شکر کریں"۔ (متی ۵-۱۶)

(۱۴) حضرت مسیح نے فرمایا" تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو"۔ (متی ۵-۴۵)

(۱۵) حضرت مسیح نے فرمایا" جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے۔ تم بھی کامل ہو (متی ۵-۴۸)

(۱۶) تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا (پیدائش باب ۶-۲)

(۱۷) تب فرعون کو یوں کہیو کہ" خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا ہے بلکہ میرا پلوٹھا ہے"۔ (خروج ۴-۲۲)

(۸) "میں نے کہا تم سب الٰہ ہو اور ہر ایک تم میں سے حق تعالیٰ کا فرزند ہے" (زبور ۸۲-۶)

(۹) "کیونکہ میں بنی اسرائیل کا باپ ہوں اور ابراہیم میرا پہلوٹھا ہے"۔ (یرمیاہ ۳۱-۹)

(۱۰) آدم بیٹا خدا کا (لوقا ۳-۳۸)

اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں لکھتے ہر ایک منصف مزاج اور غور و فکر کرنیوالا شخص سمجھ سکتا ہے کہ "خدا کا بیٹا" کے کیا معنی ہیں اور یہ کہ اگر ہم تسلیم بھی کریں گے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ یوسف نجار اور مریم کا بیٹا تھا۔ اور یہ بھی ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ اس کی ماں کنواری تھی اور یوسف سے ہمبستر ہونے سے پیشتر یسوع کو روح القدس سے جنا۔

وہی محقق لکھتا ہے کہ موسیٰ میں بھی خدا کی روح تھی (پیدائش ۴۱-۳۸) اخلیلیٹل بھی خدا کی روح سے بھر اگیا (خروج ۳۱/۳ - ۳۵/۳۱) بلعام پر بھی روح خدا کی نازل ہوئی (اعداد - ۲۴-۲) ساؤل پر بھی خدا کی روح نے ظہور کیا (اسموئیل ۱۰/۱۰ - ۱۱/۶) ساؤل کے نوکروں پر بھی خدا کی روح آئی (اسموئیل ۱۹-۲۰) عزریاہ عاد کے بیٹے پر خدا کی روح اتر آئی (۲۔ تاریخ ۱۵-۱) موسیٰ سے خدا نے آواز سے کلام کیا (خروج ۱۹-۱۹) داؤد کے لئے خداوند آسمان پر سے گرجا (۲۔ سموئیل ۲۲-۱۴) اس سے ظاہر ہے کہ روح القدس کا نزول صرف کنواری ہی پر نہیں ہوا بلکہ اس سے پیشتر بہت سے آدمی بھی اس سے معمور ہو چکے تھے - غور کرو - کہ ایک عورت کیساتھ بھی اوسکا ایسا ہی تعلق تھا جیسا مردوں کے ساتھ - اور یہ بالکل جائز تعلق تھا۔	۱۰

ہم ایک اور شہادت مقدس شاگردوں کی تحریروں سے پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس امر کی تائید ہوگی۔ کہ یسوع یوسف بڑھئی کا بیٹا تھا۔ حضرت متی (باب ۱۔ آیات (الف) ۱۶) اور حضرت لوقا (باب ۳۔ آیت ۲۳) میں یسوع کا نسب نامہ لکھتے ہیں۔ اس نسب نامہ میں (متی آیت ۱۶) میں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ جو شوہر تھا مریم کا جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے پیدا ہوا" اور دوسری جگہ یہ لکھا ہے کہ "یسوع یوسف کا بیٹا تھا" (متی باب ۳۔ آیت ۲۳)

ملہ ہم ذیل میں یسوع کا نسب نامہ بروئے عہد عتیق اور جدید نقل کرتے ہیں۔

نسب نامہ

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
۱۔ ابراہیم	۱۔ ابراہیم	۱۔ ابراہیم
۴ یہوداہ	۴ یہوداہ	
۵ تامر	۵ تامر	
۶ عارص	۶ عارص	
۱۴۔ داؤد	۱۴۔ داؤد	۱۴۔ داؤد
۱۵۔ سلیمان — ناتن (ذکریاہ ۱۲-۱۲)	۱۵۔ سلیمان	۱۵۔ ناتن
۱۶۔ رحبعم	۱۶۔ رحبعم	۱۶۔ متہا
۱۷۔ اسیاہ	۱۷۔ اسیاہ	۱۷۔ میناں
۱۸۔ اساہ	۱۸۔ اساہ	۱۸۔ ملیا
۱۹۔ یہوشافط	۱۹۔ یہوشافط	۱۹۔ الیاقیم
۲۰۔ یورم	۲۰۔ یورم	۲۰۔ یونان
۲۱۔ اخزیاہ	ـد	۲۱۔ یوسف
۲۲۔ یوآش	ـد	۲۲۔ یہوداہ

اب سوال یہ ہے کہ اگر یسوع کنواری کا بیٹا تھا۔ تو اس نسب نامہ کے کیا معنی ہیں اور عہد عتیق کی وہ پیشگوئیوں کا جو اشعیاہ (۹-۶ و ۷) اور یرمیاہ (۲۳-۵) نبیوں کی معرفت

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
۲۳- امصیاہ	×	۲۳- شمعون
۲۴- عزریاہ	۲۱- عزیاہ	۲۴- لیوی
۲۵- یوتم	۲۲- یوتم	۲۵- متات
۲۶- آخز	۲۳- آخز	۲۶- یوریم
۲۷- حزقیاہ	۲۴- حزقیاہ	۲۷- العزر
۲۸- منسی	۲۵- منسی	۲۸- یوسس
۲۹- امون	۲۶- امون	۲۹- عیر
۳۰- یوشیاہ	۲۷- یوشیاہ	۳۰- المودام
۳۱- یہویاقیم	×	۳۱- قوسام
۳۲- یکھنیاہ	۲۸- یکھنیاہ	۳۲- ادی
۳۳- پدایاہ	۲۹- سیالتی ایل (پہلا اخبار الایام ۳-۱۷-۱۹)	۳۳- ملکی
۳۴- زربابل	۳۰- زربابل	۳۴- نیری
پہلا اخبار الایام × (۳-۱۹ و ۲۰)	۳۱- ابیہود	۳۵- سیالتی ایل
×	۳۲- الیاقیم	۳۶- زروبابل
×	۳۳- عزور	۳۷- ریسا
×	۳۴- صادوق	۳۸- یوحنا
×	۳۵- اکییم	۳۹- یہودا

مشتہر ہو چکی تھیں کہ داؤد کی سلطنت اور داؤد کی شاخ اٹھیگی۔ کیا مطلب ہے؟
مقدس لوقا کا یہ بیان کہ فرشتہ نے مریم کو کہا۔ کہ تو بیٹا جنیگی جسسے خدا تعالی اوسکو

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
×	۳۶ - الیہود	۴۰ - یوسف
×	۳۷ - العاذر	۴۱ - سمی
×	۳۸ - متن	۴۲ متہاتیاس
×	۳۹ - یعقوب	۴۳ - یوسف
×	۴۰ - یوسف	۴۴ - ینا
×	۴۱ - یسوع مسیح	۴۵ - ملخی
×	×	۴۶ - لیوی
×	×	۴۷ - متہات
×	×	۴۸ - ہیلی
×	×	۴۹ - یوسف
×	×	۵۰ - یسوع مسیح

اللہ تعالی نے جس شخص کو چشم بصیرت اور قلب سلیم عنائت فرمایا ہے۔ وہ ایک نظر میں ہی اس اختلاف کو جو مذکورہ بالا نسب نامہ میں ہے دیکھہ لیگا۔ پہر اون تمام پیشگوئیوں کی حقیقت جو اس نسب نامہ کے متعلق ہیں۔ کھل جائینگی۔

مقدس متی نسب نامہ تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔ کہ

پس سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک چودہ اور داؤد سے اسوقت تک کہ بابل کو اوٹھ چلے چودہ۔ اور اسوقت سے کہ بابل کو اوٹھ چلے مسیح تک چودہ ہیں (متی باب ۱ - ۱۷) لیکن جو شجرہ نسب حضرت نے

باپ داؤد کا تخت دیگا۔

اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا (لوقا باب ۱۔ آئت ۳۲) بالکل بےمعنی ہے۔ علاوہ ازیں بیشمار آیات ہیں جہاں یسوع کو ابن داؤد کہا گیا ہے۔

ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ یسوع کی ولادت اعجازی نہ تھی۔ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا پولوس رسول اور مقدس مرقس اور یوحنا نے ایک لفظ بھی اس اعجازی ولادت پر نہیں لکھا گویا اُن کے نزدیک یہ بات قابل ذکر ہی نہ تھی۔ وہ جانتے تھے۔ کہ جس طرح انسان پیدا ہوئے ہیں۔ اسطرح

تحریر کیا ہے اسکے بموجب ابراہیم سے داؤد تک چودہ اور سلیمان سے یکونیاہ تک چودہ اور شیلتیل سے یسوع مسیح تک۔ چودہ نہیں ہوتیں بلکہ تیرہ ہوتی ہیں۔ پس اگر یہ الیاقیم کا نام بڑہا دیا جاوے۔ تو یہ حساب صحیح ہوتا ہے عیسائیوں کو چاہئے کہ اب اسکا اندراج کرلیں اگر یہ بات صحیح نہ ہو۔ تو ہم ایک اور تجویز بتاتے ہیں۔ "سانپ مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" وہ یہ کہ یوسف کے بعد اور یسوع مسیح کے پہلے روح القدس لکھدیں چودہ پوری ہو جائیں گے +

(۲) یورم تک نسب نامہ کتب عہد عتیق کے مطابق ہے مگر یورم کا بیٹا عزیاہ نہیں (پہلا اخبار الایام ۳-۱۰) بلکہ یورم کا بیٹا اخزیاہ اور اوسکا بیٹا یواش اور اُسکا بیٹا امصیاہ اور اوسکا بیٹا عزریاہ +

اس اختلاف کا کیا باعث ہے؟ بعض علماء مسیحی یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ مقدس متی کو یہ ہدائت ہوئی تھی کہ تین نام اس نسب نامہ سے چھوڑ دے (تفسیر سکاٹ مطبوعہ ۱۸۱۲ء جلد ۵ متی ۱-۲ لغائت ۱۷)

مگر اصل بات یہ ہے کہ تینوں اشخاص اخاب کے خاندان سے تھے جس کی نسل کو دو دفعہ بد دعا ہوئی (پہلا اسلاطین ۲۱-۲۱۔ دوسرا سلاطین ۹-۸) اور یہ تینوں بادشاہ تھے (دوسرا سلاطین باب ۸۔ دوسرا اخبار الایام باب ۲۲ + دوسرا سلاطین باب ۱۲ دوسرا اخبار الایام باب ۲۴۔ دوسرا سلاطین باب ۱۴ دوسرا اخبار الایام باب ۲۵) اور چونکہ بد دعا کا اثر تین پشت تک رہتا تھا اسلئے یہودیوں کے دستور کے موافق ان کے نام خارج کئے گئے۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ یسوع کے اجداد میں سے تھے +

یسوع ناصری پیدا ہوا۔ اور اگرچہ مقدس متی اور لوقا کی تحریر قابل وقعت نہیں۔ لیکن ہم نے ان کی بہی تفسیر کردی ہے۔ اور چونکہ بیشمار دیگر شہادتیں مقدس سوانح نگاروں کی تحریر سے پیش کی ہیں۔ جنکی رو سے ثابت ہو گیا ہے کہ یسوع ایک بشر تہا۔ اور ایک نبی اس لئے اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ یسوع خود اپنے آپکو "ابن آدم" کہتا ہے۔ لوگ اسے یوسف نجار کا بیٹا کہتے ہیں۔ علماء یہود اُسے ملحد اور کافر بتاتی ہیں۔ اوسکی شاگرد اوسکا ساتہ چہوڑ تی ہیں اُسے دشمنوں کے ہاتہوں میں دیتے ہیں۔ قسمیں کہا کر اوسکا انکار کرتے ہیں۔ اوس پر لعنت کرتے ہیں۔ ان سب باتوں کا مقابلہ آج مشرک عیسائیوں سے کرو۔ تو حیرت ہوتی ہے کہ اوسی ابن اللہ اور اللہ اور کیا کچہ نہیں کہتے۔

رسولوں کے اعمال دیکہو حضرت پطرس جن کی سرگذشت ہم لکہہ چکے ہیں۔ یہودیوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ:۔

اے اسرائیلی مردو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک مرد تہا جسکی رسالت تم پر ثابت ہو گئی۔ (اعمال باب ۲۔ آیت ۲۲)

ہمنے نہ صرف یہی ثابت کیا ہے کہ یسوع ناصری ایک بشر تہا اور یوسف کا بیٹا تہا بلکہ یہ بہی ظاہر کردیا ہے کہ وہ کسی طرح وہ موعود نہیں ہوسکتا۔ جسکو بنی اسرائیل منتظر تہی وہ نہ تو مثیل موسیٰ تہا۔ اور نہ سید قوم تہا۔ اور نہ داؤد کا تخت اور نہ یعقوب کی گہرانے کی بادشاہت اُسے نصیب ہوئی۔ اوسنے نہایت ذلت اور خواری سے زندگی بسر کی۔ یہودیوں نے اُسے ملحد اور کافر کہا اور اوسکو اپنی شاگردوں نے اوسکا انکار کیا اور پکڑوایا اور جب اُسے دار پر کہینچنے کیلئے لئے جارہی تہی۔ اوسکی سر پر کانٹوں کا تاج رکہا۔ جنپر لکہا ہوا تہا کہ یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ اور یہ اسلئے ہوا۔ کہ جو کچہ نبیوں نے کہا تہا اور پرانے نوشتوں میں لکہا تہا کہ خدا اُسے داؤد اوسکی باپ کا تخت اور یعقوب کے گہرانے کی بادشاہت دیگا۔ پورا ہو۔ نہ تو دنیاوی

جاہ و حشمت نصیب ہوئی اور نہ روحانی بادشاہت ہاتھ لگی پطرس بیچارہ سر دھنتا رہ گیا۔ کہ

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کیا اسے روحانی بادشاہت کہتے ہیں کہ چند گنتی کے آدمی ایمان لائے اور پھر وہ بھی متنفر ہو کر علیحدہ ہو گئے اور جو باقی رہے ان کا یہ حال ایک حضرت نے تو تیس روپیہ لیکر دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ اور دوسرے حضرت نے قسمیں کھا کھا کر اوسپر لعنت کی اور جو باقی رہے ایسے گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اسکے جیتے جی تو یہ حال تھا۔ مرنے کے بعد آج عیسائی جو کچھ کہیں بجا ہے۔

اب ہمیں صرف ایک تاریخی شہادت پر غور کرنا ہے اور وہ یہی اسی لئے کہ قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یسوع کی اعجازی پیدائش مقدس سوانح نگاروں کی تحریر سے ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک بشر تھا۔ اور جمع البقر کیساتھ مے نوشی بھی کیا کرتا تھا اور سب اُسے یوسف نجار کا بیٹا کہتے تھے۔ اُس کے بھائی نبیوں کے دوست تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج عیسائی اُسے کنواری کا بیٹا۔ ابن اللہ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں؟

بات یہ ہے کہ جیتے جی جو کچھ یسوع کی عزت تھی وہ تو ناگفتہ بہ ہے مرنے کے بعد اور وہ بھی صدہا سال بعد وہ نسلیں جنہوں نے یسوع کو دیکھا تھا۔ جو یوسف نجار سے واقف تھے۔ جو اُس کے بھائی اور بہنوں کے آشنا تھے مرکھپ گئیں تو زبانی روایتوں اور تحریری حکایتوں نے موجودہ عقائد کو رواج دیا۔ یہ کسیطرح ثابت نہیں ہوتا کہ موجودہ نیا عہد نامہ یسوع کی وفات کے چند سال بعد لکھا گیا۔ ڈاکٹر (Tischendorf) (نیا عہد نامہ۔ دیباچہ صفحہ ۱۶) تحریر کرتے ہیں کہ "اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ جسوقت نیا عہد نامہ قلم بند ہوا۔ اور چرچ نے اُسے اپنے سایۂ حمایت میں لیا۔ اسمیں تغیر و تبدل اور تحریف شروع ہو گئی" تاریخ شاہد

ہے کہ یہ زمانہ چوتھی صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ سب سے پُرانا قلمی نسخہ اس سے پیشتر
کا نہیں ملتا۔ تین سو برس کے عرصہ میں اور وہ بھی ایسے زمانہ میں جسے ڈارک ایجز کہتے ہیں
یعنی جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اسی قسم کے خیالات کا پیدا ہونا تعجب انگیز نہیں ٭

پروٹسٹنٹ تو کل کی پیدائش ہیں۔ کیتھولک پُرانا مذہب ہے۔ اگرچہ اول الذکر
صرف چار کتابوں ہی کو مانتے ہیں۔ اور اسی لئے ہمنے صرف انہی چار کتابوں سے شہادتیں
پیش کی ہیں۔ کہ ان سے کیتھولک کو بھی انکار نہیں۔ مگر موخر الذکر ان روائتوں و حکائیتوں
کو نہائت شوق و ذوق سے بیان کیا کرتے تھے۔ جن کا ماخذ "اپوکریفل" انجیلیں ہیں اور جنمیں
سے "پیدائش مریم"[1] اور "پروٹیونجیلین"[2] مشہور کتابیں ہیں اور دوسری صدی عیسوی

[1] "پیدائش مریم" کا خلاصہ یہ ہے کہ مریم کی ماں کا نام "اینا" تھا۔ جس کے خاوند کا نام یوشم تھا جو ایک امیر آدمی
تھا۔ بیس برس تک اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہودی مسخرے پھبتیاں اڑاتے تھے اور شماتت ہمسا
ئیکیوجہ سے یوشم اپنی جورو کو چھوڑ کر جنگل اور صحرا کی خاک چھانتا پھرا۔ اوسکی عدم موجودگی میں خدا کا فرشتہ
"اینا" پر ظاہر ہوا۔ جب یوشم واپس آیا۔ تو اپنی جورو کو روح القدس سے حاملہ پایا۔ نو ماہ بعد ایک لڑکی تولد
ہوئی جس کا نام مریم رکھا۔

مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ مریم کو وہ گناہ جو بنی آدم وراثتاً والدین سے لیتے ہیں ارث میں نہیں ملا
اور وہ بالکل معصوم تھی اور اسلئے یسوع بھی بالکل معصوم تھا۔ اور اس میں ابتدائی گناہ کی ملاوٹ
نہ تھی۔ لیکن اگر یسوع کو معصوم قرار دینے کے لئے ایک معصوم ماں کی ضرورت ہے۔ تو مریم کی ماں

[2] پروٹیونجیلین (Protevangelion) میں یہ مذکور ہے کہ جب مریم پر حمل کے آثار ظاہر ہوئے
تو یوسف نجار پر سردار کاہنوں اور اماموں نے یہ الزام لگایا کہ یہ سب کچھ اسی کی کرتوت ہے اُسنے تردید کی
تو اوسکو وہ پانی پلایا گیا۔ جسکا مفصل ذکر کتاب گنتی باب پنجم میں ہے۔ اس پانی کی تاثیر یوسف پر کچھ
نہ ہوئی اور وہ بری کیا گیا اور بعد ازاں اپنی جورو کو ساتھ لیکر یہوواہ کی حمد و ثنا کرتا ہوا چلا گیا۔

ہیں اُن کی صحت پر کسی شخص کو شک نہ تہا۔ ان میں سے موخر الذکر کا مصنف حضرت جیمس بتایا جاتا ہے۔ جو لیسوع ناصری کا بہائی تہا۔ غرض ایسی کتابیں بیشمار ہیں جن پر آجتک کیتھولک کا ایمان ہے۔ اور جو ایسے باطل عقائد کی اشاعت کا باعث ہوئیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی کیا ضرورت تہی۔ کہ ان خیالات باطل کی اشاعت ہوئی؟ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ عیسائیت کو کن اقوام کا مقابلہ کرنا تہا۔ اور اُن کے کیا عقائد تھے۔ اور وہ کس طرح مغلوب ہو سکتے تھے وہ زمانہ توہمات پرستی کا تہا۔ یونانی اور رومی بت پرست قومیں ہندوستان کے ہندوں کی طرح اپنے دیوتاؤں اور اوتاروں کو مانتی تھیں اوڈ ([illegible]) اور دیگر شاعروں کی کتابوں کو دیکھو ان میں اُن کے خداؤں کا مفصل حال ملیگا۔ یہ تمام خدا اور دیوتا اور اوتار خوبصورت نوجوان کنواری عورتوں کے بیٹے تھے۔ جو آسمانی خداؤں سے حاملہ ہوئیں جیوپٹر ان کا خدا تہا۔ جو کرشن کیطرح ہر ایک خوبصورت عورت سے ہنسی مخول کرتا۔ اوسکی اولاد اسقدر کثرت سے ہے کہ شمار نہیں ہو سکتا۔ اُس نے خوبصورت عورتوں کو بہلانے کے لئے کئی ایک سوانگ بہرے۔ ”یوروپا“ کے سامنے ایک بیل کی شکل میں آیا اور ”لیڈا“ کو راج ہنس دکہائی دیا۔ ”الکمنی“ کو جب کسیطرح دام فریب میں نہ لا سکا۔ تو اوس کے خاوند کی شکل میں آیا۔ سابت ہوا کہ مقابلہ کرو جبکہ مریم کا جادو ایسا چلا کہ اپنا ساتواں حکم بالائے طاق رکھا۔

اس جہالت کے زمانہ میں عقلی دلائل پیش کرنا بہینس کے آگے بین بجانا تہا اس لئے یسوع

---

(۱۵) [illegible] اپنا کو بہی تو یہی ضرورت لاحق ہوگی۔ اور اسیطرح سلسلہ آدم و حوا تک چلا جائیگا۔ ایک بوسیدہ اور زنگ خوردہ زنجیر کی آخری دو کڑیاں مضبوط ہیں۔ تو زنجیر پختہ نہیں ہو سکتی اور یہ بالکل ظاہر ہی جو کچھ مریم نے والدہ سے لیا وہ یسوع کو دیا۔ اور یسوع کسیطرح محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ جس نے تمام جہان کے گناہ صغیرہ و کبیرہ اپنے سر پر اٹہائے وہ اپنے والدین کے گناہ سے کسطرح معصوم ہو سکتا ہے

کو بہی وہی کچہہ ظاہر کیا گیا۔ جو وہ آسانی سے تسلیم کرسکتی تہی اور یہی وجہ ہی کہ ہم انجیل میں بہی
متضاد تعلیم پاتی ہیں اور مرتکابت پرستی کے عقائد توحید کیساتہ ملا دئے گئے ہیں غیر مذاہب والوں
کو مغلوب کرنیکا یہ آسان طریقہ تہا۔ کہ یسوع کو ہر ایک پہلو سے اُن کے خداؤں پر فوقیت ہے
خواہ ایسے خیالات کو شائع کرنے والے بہی توہمات پرست اور خوش اعتقاد تھے۔ اسی لئے ان
باطل عقائد کی اشاعت میں کچہہ وقت پیش نہیں آئی۔

یہ زمانہ ہی ایسا تہا۔ کہ دیوتا اور اوتاروں کی عام پرستش ہوتی تہی (دیکہو کارلائل صاحب
کی کتاب [illegible]) اور جس طرح آج عیسائی یسوع کو اوتار مانتے ہیں اسی طرح
آج بہی ہندوستان میں برہما اور دیگر ممالک میں اوتاروں کی پرستش ہوتی ہی۔ لیکن ہمیں یقین
ہے۔ کہ جوں جوں علم کی روشنی پہیلتی جائیگی۔ جہالت کی تاریکی کافور ہوتی جائیگی یہ اوتار اور دیوتا
عموماً کنواری عورتوں کے بیٹے تھے۔ جو روح القدس سے حاملہ ہوتیں۔ چین میں "فوہی"
ایک کنواری کا بیٹا ہے۔ جو دریا میں غسل کر رہی تہی۔ اوسکا دامن ایک کنول کے پہول سے
اُلجہا۔ اور اوس پر حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ فوہی تولد ہُوا۔ اور ایک مذہب کا بانی ہُوا
وہ ایک جنگجو سپاہی تہا۔ شریعت بہی ساتہ لایا تہا۔ سیام اور کمبوڈیا کے درمیان ایک
جہیل کے کنارے "پرکودم" ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہُوا۔ جسپر سورج دیوتا نے
نگاہ مہر کی اور اوس کی شعاعوں سے حمل ہو گیا۔ اگرچہ معشوقہ آسمان کو چڑھ گئی۔ لیکن بچہ
پیچہے رہ گیا۔ ایک جوگی نے اوسکی پرورش کی۔ اور بڑا ہو کر اسنے معجزات دکہا کر لوگوں کو
حیران کردیا۔ اور حکیم حاذق مشہور ہُوا۔ اسی طرح کوریا میں "آرچز" پیدا ہُوا۔ ہندوستان
میں تو ایسے بیشمار اوتار ہیں۔ جو خدا کی نسل سے ہیں۔ گوتم بدھ کا باپ آدمی نہ تہا۔ بلکہ
خود بدولت خود بخود آسمانی تخت چہوڑ کر اپنی ماں "مایا" کے رحم میں آبراجے۔ بالکل اسی طرح
یونان میں پلاطوس کی ماں "آپولو" (خدا) سے حاملہ ہوئی۔ چین میں اب تک "چنگ سو"

(مقدس ماں) کی عام پرستش ہوتی ہے یہ کنواری عورت تہی - اور روح القدس سے حاملہ ہوئی - جبوقت کیتھولک مشنری چین میں داخل ہوئے تو جنگ ہو کو دیکھکر حیران رہ گئے -

ریورنڈ ہسلوپ صاحب لکھتے ہیں کہ "قدیم زمانہ میں بابل کے رہنے والے مقدس ماں اور اُسکے بیٹے کی پرستش کرتے تھے - اوسکے بت تھے اور اُسکی گود میں ایک بچہ تہا -

لیکن عیسائیوں کے عقائد باطلہ کی جنم بھوم سرزمین مصر ہے - گبن صاحب کی تاریخ
(Decline and fall of Roman Empire ....)
کا مطالعہ کرو - تو بخوبی سمجھ میں آجائیگا - کہ کس طرح عیسائیت نے مصری رسم ورواج اور توہمات پرستی اور دیگر مشرکانہ خیالات کو مصر سے لیا - اور کسطرح مختلف عقائد کے فرقے پیدا ہوگئے اور کس طرح مذہبی کونسلیں منعقد ہوئیں اور وہ کیا کچھہ تحریف کرتی رہیں -

اس ستارہ کے طلوع ہونے سے ہزارہا سال پیشتر جو مجوسیوں کو بیت اللحم پر دکہائی دیا مصر میں اعجازی پیدائش عام طور پر تسلیم کی گئی تہی - بکسر کے مندر کی دیواروں پر پتھریلی تصویروں نے جو شاہ اسپنسف ثالث کی ولادت کی یادگار ہیں اس عقدہ کو حل کردیا ہے - ان تصاویر میں لوتا اور رشی کے پہلے بابوں کا خاکہ کھینچا گیا ہے - اور جبرئیل اور روح القدس اور کنواری اور اعجازی مولود کا صحیح نقشہ ہے نہ صرف یہی بلکہ یہ بہی دکھلایا گیا ہے کہ کس طرح روح القدس کا انزال کنواری پر ہوا - اور کس طرح بچہ تولد ہوا - اور کس طرح تین شخص نذر و نیاز اوسکے حضور پیش کررہے ہیں - یہ اُن تین مجوسیوں کا نوٹو ہی - جو اپنی جہولیاں کھول کر سونا - لوبان اور مر نذر کرتے ہیں (متی باب ۲ - آئت ۱۱)

انہی دیواروں پر دیوی آئی سیس ([illegible]) اور اُسکی اعجازی مولود ہورس ([illegible]) کی تصویریں ہیں - پلوٹارک لکھتا ہے کہ یہ باعصمت دیوی باوجود سورج دیوتا کی ماں کہلانے کے کنواری ہی تہی - آئی سیس کو ملکۂ آسمان - سمندر کا ستارہ - والدہ ارض

والدہ خدا۔ روح کو نجات دینے والی۔ مقدس کنواری کہتے ہیں عیسائی یہ سب خطاب مریم کو دیتے ہیں۔

آئی سیس کا اعجازی بچہ ہورس یسوع کا ہمزاد ہے اور بالخصوص بارہ اور بیس کی عمر میں تو اُسنے وہی کارنمایاں کئے۔ جنکا تذکرہ مقدس سوانح نگار کرتے ہیں۔ اور پیدائش موت اور پھر مردوں سے جی اُٹھنا بالکل یسوع کیطرح ہیں۔ اُسکی تصویر اُسکی والدہ کی گود میں ہے۔ اُسے نیکدل گڈریا۔ خدا کا برّا۔ زندہ روٹی۔ زندگی کا دروازہ حق اور حیات کہتے ہیں۔ اور یہی خطاب آخر عیسائیوں نے یسوع کو دئے۔

آئی سیس اور ہورس کی پرستش نہ صرف مصر میں محدود تھی بلکہ روم میں اسکے معبد تھے۔ اور انہی ملکوں میں عیسائیت کی اشاعت آغاز میں ہوئی۔ کسی دیوی یا دیوتا کو اس قدر قبولیت عام حاصل نہوئی۔ جسقدر کہ آئی سیس اور اعجازی مولود ہورس کو۔ مسٹر شارپ اور بونک نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ عیسائی بھی انہی کی پرستش کرتے ہیں۔ صرف نام بدل دئیے ہیں۔

مصر میں آئی سیس کے بُت سیاہ پتھر کے تھے۔ جو صرف اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ دیوتاؤں کی والدہ تھی۔ بلکہ اُس تاریکی کو بھی ظاہر کرتے تھے۔ جو روشنی کی پیدائش سے پہلے طاری تھی اور جس سے ہر اک چیز پیدا ہوئی۔ اور یہ کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ کنواری مریم کے پُرانے بُت نہ صرف سیاہ پتھر کے ہیں۔ بلکہ اُن کے خط وخال ہو بہو آئی سیس کے ہیں۔

عیسائیوں کے تیوہار بھی وہی پرانی مشرکانہ یادگاریں ہیں۔ ۲۵ دسمبر ایک ایسی تاریخ ہے۔ جو مشرکین زمانہ ماضی کا نوروز ہے۔ جبکہ منطقۃ البروج کی "ورجن"[1] افق مشرق پر جل

---

[1] ورجن جسکا ترجمہ ہے کنواری ایک برج کا نام ہے ورجن (Virgin) ایک لاطینی لفظ ورجو (Virgo) سے مشتق ہے جو بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام ہے اسکی شکل ایک نوجوان عورت کی ہے جس کے پر ہیں۔

کے آثار ظاہر کرتی ہے اور سورج دیوتا ایک نقطہ بلند ہو کر دنیا میں آتے ہیں۔ اور نوزائیدہ سال کی
عمر کا پہلا دن نوروز ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے یہی دن ولادت یسوع کی تاریخ انتخاب کی ہو اس دن
وہ سب مشرکانہ رسوم ادا ہوتی ہیں۔ جو قدیم زمانہ جہالت میں رائج تھیں صرف "کرسمس" نے نام بدل
دیا۔ درحقیقت عیسائیت نے نہ صرف مصری۔ یونانی۔ رومی "تائی۔ تھو۔ لو۔ جی" کو لوٹ کر اپنا
مذہبی خزانہ مالا مال کیا۔ بلکہ تمام جہان کے مشرکوں اور کافروں کے رسم و رواج کو بھی اپنے ہاں جگہ دی
عیسائی نہائت سادہ دلی سے ان باتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی کہتے ہیں
کہ قدیم زمانہ میں کنواری اور اُس کے اعجازی مولود کی پرستش یسوع کے حق میں پیشگوئیاں
ہیں۔ اگرچہ وہ غیر مذاہب کی کتب مقدسہ کو نہیں مانتے اور اُن کی اوتاروں اور دیوتاؤں
کی مخالفت کرتے ہیں۔

کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔ کہ عیسائیت اُسی ندی کی طرح ہے جس کا منبع
کسی نامعلوم پہاڑی میں ہے۔ اور جو میدانوں میں بہ رہی ہے اور ہر طرف سے معاون
اُسے امداد دے رہی ہیں۔ انمیں اکثر معاون ویسی ہی ندیاں ہیں۔ اور بعض اُس سے

لہ Sunday (اتوار) درحقیقت Suns day ہے یعنی سورج دیوتا کا دن
نہ کہ Sons day یعنے خدا کے بیٹے کا دن۔

ملہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اُس زمانہ جہالت میں جو شخص عیسائیت قبول کرتا تھا۔ وہ اپنے آبائی مذہب کی
رسوم کو ترک نہ کرتا تھا جیسا کہ عام دستور ہے۔ اور رفتہ رفتہ یہی رسم و رواج ہائے گئیں اور جزو مذہب
ہو گئیں۔

یسوع کی تاریخ ولادت کسی عیسائی کو معلوم نہیں مختلف زمانوں میں مختلف فرقوں نے مختلف تاریخیں
انتخاب کیں۔ ۲۵-مئی یا اپریل "بیسی لیڈی" نے مقرر کی۔ لیکن مشرقی چرچ نے ۶ جنوری ہی رکھی۔
"سنیٹ کری سوسٹم" نے ۳۸۶ء میں انطاکیہ میں لکچر دیتے ہوئے کہا کہ "ابھی دس سال بھی نہیں ہوئے۔ کہ ۲۵ دسمبر کا دن
تاریخ ولادت یسوع انتخاب ہوا ہے"

بڑی ہیں۔ یہ سب مل کر ایک دریا کی صورت اختیار کرتی ہیں۔ نام تو پہلا ہی برقرار رہا ہے۔ لیکن فی الحقیقت صورت کچھ اور ہی ہوگئی ہے ۔ اُس ندی کو اس عظیم الشان دریا سے کچھ نسبت نہیں ۔جس کی سطح پر جہاز چلتے ہیں ۔جس کے کناروں پر عالیشان شہر آباد ہیں۔ یہی حال عیسائیت کا ہے ۔ یہ ایک ندی تھی نہ معلوم جلیل کی جھیل یا دریا، یردن میں اس کا منبع ہے۔ یا کیولری پہاڑی پر سرچشمہ ہے صدہا سال سے بہ رہی ہے۔ اور ایک طرف دریائے نیل اور دوسری طرف دریائے ٹائیبر کے پانی اور اس طرف گنگا وجمنا نے اِسے ایک دریائے ذخار بنا دیا ہے مصری "نائی ہولوجی" یونانی فلسفہ رومی عقائد باطل ہندوستان اور برہما اور چین کی بُت پرستی کا مجموعہ عیسائیت ہے ۔ روح القدس کا طلوع مجوسیوں کی ستاروں میں ہوتا ہے۔ تناسخ نے عیسائیت میں حلول کیا ہے کہ ایک روح کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ کبوتر ۔ فاختہ ۔ زبان آتشیں عجب بولیاں بولتی ہے۔ جس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کی زبانیں عیسائیت کے منہ میں ہیں ۔ یہوداہ راجہ اندر سے کم نہیں اور "جیوپیٹر" کا دوسرا نام ہے۔ کنواری آئی سس کسی طرح تمام عمر کنواری ہی رہی۔ حاملہ ہوکر اور وضع حمل کے بعد بھی کنواری ہے شمعون ۔ یوسیس ۔ یہوداہ ۔ یعقوب کی ولادت کے بعد بھی کنواری ہے ۔ یہ اولاد کس طرح پیدا ہوتی رہی ۔ یا او سپر تیسری عمل جراحی ہوتا رہا ۔ یوسف نجار تو برائے نام خاوند تھا۔ بیچارہ بڑھئی کا ماتھا تو پہلے ہی ٹھنکا تھا۔ اور دل کو سمجھاتا تھا کہ ؎

غالب ایسے خوبرویوں کیلئے

چاہنے والا بھی اچھا چاہئے

روح القدس کی نظرعنایت ہے۔ تو تو کس طرح منظور ہو سکتا ہے مگر حضرت "جیوپیٹر"

نے اپنی بدنامی کے خوف سے ایسا بتا بتایا کہ غریب بڑھئی اُسے اپنے گھر لے آیا۔ پھر کیا تھا۔ خاوند و زوجہ دونوں روح القدس سے معمور رہنے لگے۔ اور اِس لئے کنواری ہمیشہ کے لئے کنواری رہی مگر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یوسف تمام عمر مجرد رہا۔ ضرور رہا۔ اور ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ یعقوب سا بیٹا روح القدس کی عنائت ہے اور یوسف کا اطمینان موجب نہیں ہو گیا ہوگا۔

یسوع کا حال عجیب ہے بعد الثش کے واقعات ہم لکھ چکے ہیں۔ باقی حالات معجزات و وفات دوسرے حصہ میں لکھینگے *

تمت

تاریخ انطباع از رشحات خامہ جناب منشی فیروز الدین احمد صاحب فیروز امرتسری

یہ کتابِ گرامی کہ اندریں آوان — مرتب آمدہ از سعیِ فاضلِ دوراں

دقیقہ سنج و سخن گستر و نکات اندیش — کہ ہست معنی او قالبِ سخن را جاں

یہ جسم دعیق و الف شد نہاں چو بو در گل — از انکہ مغز نباشد بر نگِ پوست عیاں

اتامِ بخشش آنچناں اشارت کرد — کزاں زبام بیفتاد طشتِ کج فہماں

نمود آئینہ زانساں کزو نمایاں شد — بہ **امہات** حریفاں ہزار گونہ زیاں

نزدود ظلمتِ جہل از فروغِ حکمت و عقل — ضمیرِ اوست بلا ریب مہرِ نور افشاں

مسیح نیست اگر موردِ گناہِ نسب — با آدم است ہماں رتبہ بلکہ بیش ازاں

چناں دلائلِ قطعی بزد سے کار آورد — کہ اندرو نبود مدخلِ چنیں و چناں

دلم ز سرِ ادراک گفت - نسخہ خوب — چو التفات نمودم بہ سالِ تاریخ آں

۱۳۲۴

کتبخانہ اسلامیہ امرتسر کی چند قابل دید کتابیں

بشارت فاطمہ :- ایک عدیم النظیر دلچسپ مذہبی ناول ہے جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونے کی تفصیلی کیفیت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ شروع کر دیجئے پھر ختم کئے بدون کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیگا قیمت ۴ر

ارمانوسہ :- ایک نہائت دلچسپ درد انگیز اور حیرت ناک تاریخی عربی ناول کا ترجمہ جس میں عشق وحسن کے فرضی افسانے نہیں بلکہ سچے واقعات اور اسلامی عظمت وحمیت کے عدیم المثال کارنامے اس خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ جس کا اندازہ بغیر پڑھے غیر ممکن ہے قیمت عمار

عربی بول چال حصہ اول :- میں ابتدائی آن سبقوں کے مفردات لکھ کر پھر ان سے کثیر الاستعمال جملے مرتب کئے ہیں۔ اور ہر جملہ کے مقابل اسکا بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا ہے بول چال کے علاوہ اس میں دو خصوصیتیں اور ہیں (۱) مصر وشام کے علماء اور تاجروں کے خطوط (۲) بارہ سو لفظوں کی فرہنگ مع ترجمہ اردو وانگریزی قیمت ۸ر

ایضاً حصہ دوم میں ضرب الامثال نوادر۔ مرادفات۔ اضداد۔ اسمائے مشتقہ۔ جملوں کی ترکیب۔ عربی اخبارات کے مطالب عربی کے ذریعے ادا کرنا۔ مختلف عبارتوں کو بہ تغیر وتبدل لکھنے کا طریق مع ترجمہ درج ہے اسکے علاوہ مضامین ذیل شامل ہیں (۱) مصر وشام کے اخبارات کے انتخاب (۲) ایکہزار الفاظ جدیدہ کی فرہنگ مع ترجمہ اردو سنہ ۱۹۰۲ء میں بار اول طبع ہوئی۔ قیمت فی جلد ۸ر

المشتہر مینیجر کتبخانہ اسلامیہ امرتسر

کتاب الروح کا اردو ترجمہ

یہ کتاب ایک مصری فلاسفر کی نہائت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے اس میں روح انسانی کے متعلق اس قدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو ہزار ہا روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور محققین اسلام کے بحث مباحثے اور فاضل مصنف کا زبردست محاکمہ دیکھنے کے لائق ہے اس کے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ واقعی اس قسم کی کوئی جامع کتاب اردو زبان میں آجتک طبع نہیں ہوئی۔ اس میں بہت سے ایسے مضامین بھی آگئے ہیں۔ جن کو آپ کے کانوں نے بھی نہیں سنا ہوگا صفحات ۲۴۸ قیمت صرف عہ

مباحثہ گوشت خوری

اس میں گوشت کو انسانی خوراک نہائت زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے قیمت ۵

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ

یہ کتاب امام المتقین شیخ عبدالوہاب شعرانی کی عدیم المثال تصنیف ہی اس میں اولیاء اللہ کے مقامات۔ علامات کا مفصل بیان ہی۔ اس میں بالتفصیل دکھایا گیا ہی۔ کہ طالب صادق کس طرح انوار الٰہی کا مشاہدہ اپنے قلب کا تزکیہ کرسکتا ہے چونکہ اس پرآشوب زمانہ میں مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہوگیا ہی لہٰذا طلب محبوب کیلئے اس سے عمدہ اور کوئی سچا راہنما نہیں ملسکتا۔ صفحات ۱۲۰ قیمت ۱۰

الہام ویدانندی:- اسمیں سوامی دیانند کی شرائط الہام کے مطابق وید منتروں سے وید کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ا

حدوث مادہ۔ بدلائل ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے قیمت ۲

فتوح الغیب اردو۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصوف میں بینظیر ہے قیمت ۶

خیر کثیر:- محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت بے نظیر ہے قیمت عہ

تاریخ اسلام قیمت (عہ)

اس میں حضرت آدم سے لیکر آجتک جسقدر اولوالعزم انبیاء و رسل اور شاہان اسلام دنیا پر ہوئے یا موجود ہیں۔ ان کے مفصل حالات اس میں درج کئے گئے ہیں۔

المشتہر:- مینیجر کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

اخبار ضیاء الاسلام امرتسر

بالفعل یہ اخبار پندرہ روزہ دفتر کتب خانہ اسلامیہ امرتسر سے شائع ہوتا ہے قرآن کریم کی تعلیم کے حقائق اور اسلام کے مقدس اصولوں کے معارف کی اشاعت اسکا مقصد اعلیٰ ہے مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب دینا اور اُن کے مسلمہ اصولوں پر الہامی کتابوں پر جواب طلب اعتراض کرنا اس کا مسلمہ فرض ہے۔ آریوں کی تردید اور وید کی تعلیم کی قباحتیں بالالتزام شائع ہوتی ہیں مسلمانوں میں یگانگت اور یک جہتی کا بیج بونا۔ حرفت و صنعت کا رواج دینا۔ اسلام کی اشاعت کرنا۔ دنیا کے مسلمانوں کے چیدہ واقعات کا شائع کرنا وغیرہ اس کے اصولوں میں داخل ہے:۔ قیمت سالانہ پیشگی عـہ ۱۲

حدوث مادہ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مادہ کے اجزاء قدیم اور غیر مخلوق نہیں ہو سکتے۔ اور چند حکماء اور مذاہب کے خیالات کا رد کیا ہے اور اسلام کا عقیدہ اس کی بابت بتلایا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

المشتـــــــــــــــــــہر

منیجر کتب خانہ اسلامیہ / اخبار ضیاء الاسلام امرتسر پنجاب

حقیقت وید

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی، مجالس شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ، گریجویٹ عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبائے جامعہ میں سے رجسٹر شدہ دو کتابیں بی۔ اے۔ اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے۔ ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب ڈیرانہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں کرر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط